تحریر: سید عبداللہ

جذبۂ جہاد اور ایمان ○ ہمارا بہترین ○ اسلحہ ہے

افغان کٹھ پتلی حکومت کا پٹھو سربراہ ڈاکٹر نجیب نے اپنے آقاؤں کے ایماء پر نہایت ڈھٹائی سے کام لیتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ بدستور افغانستان کا سربراہ رہے گا۔ بقول اس کے اسی کی حکومت اور انتظامیہ اپنے ملک کی حفاظت اور دیکھ بھال کی صلاحیت رکھتی ہے۔ عوام اسے بحیثیت سربراہ چاہتے ہیں۔ اس کی پارٹی ایک خاص مقصد کی خاطر یعنی کمیونزم رائج کرنے کے لئے جو قربانیاں دے چکی ہے۔ انہیں مقصد کے حصول کے بغیر رائیگاں نہیں ہونے دے گا۔ اور وہ اقتدار چھوڑنے کو ہرگز تیار نہیں ہے۔ آگے چل کر کہتا ہے کہ وہ حالات کو معمول پر لانے کی خاطر ایک مخلوط حکومت تشکیل دینے اور اس میں مخالف قوتوں (مجاہدین) کو بھی حصہ دے سکتا ہے۔ بہ شرطیکہ سربراہ مملکت وہ خود ہوں۔

روسی افغان حکومت کے بیشتر نمائندے گذشتہ کئی دنوں سے گلا پھاڑ پھاڑ کر کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ کسی ایسی عبوری حکومت کو تسلیم نہیں کریں گے۔ جس کا اعلان مجاہدین کی طرف سے پاکستان میں بیٹھ کر کیا جائے گا۔

ہوا اس باختہ ڈاکٹر نجیب اور اس کے ساتھیوں سے ایسے ہی بیانات کی توقع کی جا سکتی ہے۔ دیوانہ بکار خویش ہوشیار می شود۔ وہ اپنے اس ادعا میں حق بجانب ہے۔ کیونکہ اسے اس واہی تباہی کہنے کے سوا اور کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا وہ بیچارہ اب بوکھلاہٹ کے عالم میں نہایت پریشانی کا وقت گزار رہا ہے اور بقول شاعر ؎

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔

افغانستان میں موجودہ کمیونسٹ اپنے اندوہناک مستقبل کی فکر سے خوف زدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ یہ رضا و رغبت اقتدار چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں

ایک طرف تو روسی لیڈر گورباچوف یہ تاثر دے رہا ہے کہ اس نے افغانستان سے اپنی افواج کی واپسی کا تہیہ کر رکھا ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ افغانستان میں عبوری حکومت کا معاملہ خود افغانوں کا مسئلہ ہے اور افغانستان سے روسی فوج کی واپسی کا عمل ۱۵ مئی یا اس سے بھی پہلے شروع ہو سکتا ہے۔ لیکن روسی راہنماؤں نے ایک عبوری حکومت کی تشکیل کو یکسر جنیوا تھم نظر انداز کر دیا ہے۔ جو افغان مسئلے کے واحد حل کی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

روسی اور ان کے آلۂ کار جو بھی کر سکتے ہیں کریں۔ ہم جان چکے ہیں کہ ان کے اصل مقاصد کیا ہیں۔ پھٹو ڈاکٹر نجیب کی طرف سے اقتدار نہ چھوڑنے کی جرأت روسی قیادت کی طرف سے ۱۵ مئی سے روسی فوجوں کے انخلاء کا اعلان اور عبوری حکومت کی اہمیت کو نظر انداز کرنا وہ سیاسی ہتھکنڈے ہیں۔ جن کی مدد سے روسی اپنے ناپاک عزائم کو مستقبل قریب میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بیقرار ہے۔

ہم روسی لیڈر کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ اگر عبوری حکومت کی تشکیل خود افغانوں کا داخلی مسئلہ ہے۔ تو اپنے

ملک کا دفاع، نظام حکومت اور حالات کو قابو کرنا بھی افغانوں کا اندرونی مسئلہ تھا، غیر جانبدار، کمزور، پسماندہ اور ہمسایہ ملک افغانستان پر ایک لاکھ پندرہ ہزار مسلح سرخ فوج کی مداخلت سے ننگی جارحیت اور تجاوز کی آخر ضرورت کیا تھی؟ لاکھوں بے گناہ افغانوں کے خون ناحق کو کیوں بہایا گیا؟ ہزاروں بچوں کو کیوں یتیم کرایا گیا؟ ہزاروں نوجوانوں کو ایٹمی اسلحوں کے ذریعے کیوں معذور کیا گیا۔ بے شمار مکانات کیوں مسمار کئے گئے؟ مختصر یہ کہ وہ ساری وحشت و بربریت اور انسانیت سوز مظالم جن کی مثال تاریخ بشریت میں نہیں ملتی آخر بے گناہ اور نہتے افغانوں پر کیوں روا رکھے گئے؟

اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ روس ایک سپر طاقت ہونے کے باوجود افغانستان میں جس ظلم و تشدد کا مرتکب ہوا ہے اس کے باعث اپنی ساکھ و بھرم کھو بیٹھا ہے، افغانستان پر فوجی چڑھائی اور وہاں انسانی حقوق کے خلاف ورزی اور غیر انسانی سلوک کے باعث خود ان کے اتحادی ممالک میں بھی اس کے خلاف نفرت اور مذمت کی ہوا چلتی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر افغانستان کے بارے میں روس کے کردار پر کڑی نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال جنرل اسمبلی کے ۱۲۳ ممبر ممالک نے افغانستان پر روسی فوجی جارحیت کے خلاف ووٹ دیا۔ جس کی وجہ سے روس کی ساکھ کو دھچکا لگا۔ اب تو روسی عوام بھی اصل حقیقت جان گئے ہیں کہ افغانستان میں نہ تو امریکہ ہے اور نہ چین بلکہ خود افغان مجاہدین خالی ہاتھ اسلحوں سے لیس روسی سپاہیوں سے لڑ رہے ہیں۔

چنانچہ روسی عوام نے اس بارے میں احتجاجی جلوس نکالے اور مظاہرے برپا کئے۔ اپنے عوام کی توجہ ہٹانے اور روس کے خلاف دنیا والوں کی نفرت کم کرنے کی خاطر روسی قیادت نے افغانستان سے اپنی فوج کی واپسی کا اعلان کیا جس میں وہ مخلص نہیں۔

فوج کی واپسی کے اعلان میں روسی قیادت کے مخلص نہ ہونے کا دلیل یہ ہے کہ افغانستان میں روسی مقاصد پورے نہ ہو سکے۔ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ روسیوں کو افغان مجاہدین کے ہاتھوں ہزیمت کا سامنا ہے۔ لیکن وہ اب افغانستان میں اپنے عزائم پورا کرنے کے لئے نئے راستے ڈھونڈ رہا ہے۔

ہم یہاں محض مضمون کی مناسبت سے قارئین کرام کی توجہ روسی عزائم کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ انہوں نے کیوں اور کس مقصد کی خاطر ایک ہمسایہ، پسماندہ اور غیر جانبدار ملک افغانستان پر دن دھاڑے حملہ کرتے ہوئے بین الاقوامی اصول اور قوانین کو پاؤں تلے روندا، لاکھوں افغانوں کا خون ناحق بہایا اور لاکھوں افغانوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ در حقیقت افغانستان پر روس کی لشکر کشی کا مقصد ایک طویل المدت منصوبے کے تحت روس کے پرانے آرزوں کی تکمیل تھی۔

روس افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد سمندر کے گرم پانیوں تک پہنچنا چاہتا تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے افغانستان میں قدم مستحکم کرنے کے بعد روس کا اگلا اقدام پاکستان کو ہڑپ کرنا تھا۔ روس کا مقصد اس کے توسیع پسندانہ عزائم اور دوسرے ممالک پر نظر باقی تسلط حاصل کرنے کا آئینہ دار ہے۔ ویسے تو روسی زاروں کے عہد سلطنت سے توسیع پسندانہ عزائم کا علمبردار چلا آرہا ہے چنانچہ اس کی تصدیق پیٹر اعظم کی اس وصیت سے بھی ہوتا ہے۔ جس میں پیٹر کبیر نے کہا تھا:

" جتنی جلدی ممکن ہو سکے قسطنطنیہ اور ہندوستان تک پہنچنے کی کوشش کرو۔ اس لئے کہ جو بھی یہاں کا حکمران ہوگا وہی حقیقی معنوں میں پوری دنیا کا حکمران ہوگا۔ لہٰذا نہ صرف ترکی کی طرف فتح کے لئے جنگ جاری رکھو بلکہ ایران پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ایران کو مغلوب کرنے کے بعد خلیج فارس تک رسائی حاصل کرو۔ ممکن ہو تو مشرق اوسط کے ممالک سے دیرینہ تجارتی روابط کی تجدید کی جائے اسی طرح ہندوستان پہنچو کہ وہ تمام دنیا کا خزانہ ہے۔ اگر ہم نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ تو ہمیں برطانیہ کے سونے

کی احتیاج نہ رہے گی۔"

یہ وہ وصیت و نصیحت ہے جسے روسیوں کو اپنے آباؤ اجداد سے میراث میں ملی ہے اور روس اس وصیت پر آج عمل درآمد کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ پیٹر اعظم کی اس وصیت پر روس کے ظالم زار بادشاہوں کے بعد کمیونسٹوں نے بھی عمل جاری رکھا۔ کمیونسٹوں نے انقلاب کے دوران روس کے مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ زار کی حکومت ختم کرنے میں اگر وہ کمیونسٹوں کی مدد کریں تو مسلمانوں کو بھی ان کے اپنے اپنے علاقوں میں خود مختاری اور آزادی دے دی جائیگی لیکن انقلاب کے بعد کمیونسٹوں کے کئے ہوئے وعدے صدا بصحرا ثابت ہوئے اور ان کے برعکس کمیونسٹ یکے بعد دیگری اسلامی سلطنتوں کو ہڑپ کرتے چلے گئے اور یوں سمرقند، خیوہ، آذر بائیجان، بخارا، ترکستان، ایدل یورال

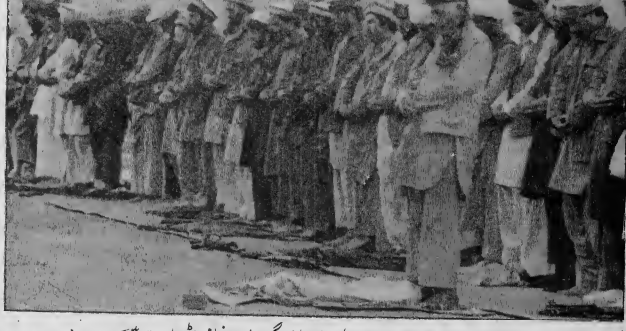

امیر جمعیت اسلامی محاذ جنگ میں نماز پڑھا رہے ہیں

داغستان اور دوسرے دیگر علاقوں پر روسی کمیونسٹوں کا قبضہ ہوتا چلا گیا مثال کے طور پر دہشت خونخوار ہم نے روسی عزائم اور افغانستان پر براہ راست روسی افواج کی مداخلت کے مقاصد کا ذکر کیا تا کہ قارئین کرام کو یہ اندازہ ہو سکے کہ واقعتاً افغانستان سے روسی افواج واپس بلانے، افغانستان کے غیر جانبدارانہ تشخص بحال ہونے اور افغانستان کے مستقبل خود افغانوں کے ہاتھوں تعین کرنے میں روس کہاں تک مخلص ہو سکتا ہے۔

ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ماضی کی طرح افغانستان سے روسی افواج واپس بلانے اور حتیٰ کہ ۱۵ مئی سے روسی افواج کے نکلنے کا جانسہ دے کر روس سیاسی میدان میں ایک اور چال چلنا چاہتا ہے۔

روس میدانِ جنگ میں غیر تربیت یافتہ اور جنگی فنون سے قطعاً ناواقف مجاہدین کے ہاتھوں بری طرح شکست کھا چکا ہے اور دنیا کی ایک مادی اور سپر طاقت ایک نہتے اور پسماندہ مگر ایمان کی قوت سے مالا مال قوم کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی ہے، عالمی دباؤ، دنیا کے آزاد ممالک میں روس سے نفرت اور جہانی سطح پر اس کے بھرم اور ساکھ کو دھچکا لگنا اس کے علاوہ ہے اس لئے اب وہ چاہتا ہے کہ نئے انداز میں کسی سیاسی چال کو بروئے کار لا کر افغان مجاہدین کو دھوکا دے۔ لیکن ہم جان چکے ہیں، روس کے کسی وعدے پر یقین نہیں کیا جا سکتا آزادی کے وعدے تو روس نے مسلمان ریاستوں سے بھی کئے تھے۔ اس لئے روس کی کسی بھی وعدے پر اعتبار کرنے سے پہلے اچھی طرح یہ سوچ سمجھ لینا چاہئے کہ روس کی ساری اسلامی ریاستیں یہ دھوکا کھا چکی ہیں اور اب اس خوش فہمی کا مزا کمیونزم کے ہاتھوں غلامی کی شکل میں بھگت رہی ہیں۔

روسی قیادت کی طرف سے روسی فوجوں کی واپسی کا اعلان ایک جنگی چال ہے۔ روسی چاہتے ہیں کہ اس جھوٹے اور پر فریب اعلان کے ذریعے افغان مجاہدین اٹھائے ہوئے اسلحہ کو رکھ دیں۔ باہر سے جو امداد افغان مجاہدین و مہاجرین سے کی جا رہی ہے

اسے بند کروا دے، ان کے اندر اختلاف و انتشار پھیلا دے اور اس طرح ان کی موجودہ قوت کو پاش پاش اور ختم کر دے تاکہ اگر دوسروں کو اس منصوبے میں کامیابی حاصل ہوئی تو آئندہ مجاہدین ہرگز اس قابل نہ رہیں گے۔ کہ وہ دوبارہ اسلحہ اٹھا کر روسی فوجیوں کے سامنے ایک بار پھر کھڑے ہو کر مقابلے کی جرأت کریں اور جب وہ آٹھ ماہ کے اندر افغانستان پر دوبارہ حملہ آور ہو تو اسے کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس طرح وہ سب کچھ حاصل کرے جو وہ پچھلے دس سالوں میں حاصل نہ کر سکا اور افغانوں کی وہ ساری قربانیاں جو تیرہ لاکھ شہداء کے خون کے نذرانے، ہزاروں، بیواؤں، مفلوج، لاکھوں مکانات تباہ کرنے اور لاکھوں افراد کے بے گھر ہونے ہجرت کرنے اور دیگر مصائب و آلام کی شکل میں پیش کر چکے ہیں ضائع اور رائیگاں چلی جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افغان مجاہد دشمن کے سبھی چالوں اور نیرنگوں سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ انشاء اللہ دشمن کے ہتھکنڈوں اور دیگر سیاسی دسائس کی زد میں نہیں آئیں گے۔

> **افغان بحران سے متعلق تمام فریقوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ سیاسی حل کے نام پر کوئی چیز افغان عوام پر ٹھونسی نہیں جا سکتی کیوں کہ یہ حل نہیں بلکہ نئی قتل و خونریزی کا راستہ کھولنا ہوگا: پروفیسر برہان الدین ربانی**

اسی بنا پر روس کسی عبوری حکومت کی بات نہیں کرتا۔ جب کبھی بھی جنیوا مذاکرات سے پہلے افغانستان میں ایک عبوری حکومت کی تشکیل دینے کی بات ہو تو وہ کہتا ہے۔ کہ یہ افغانوں کا داخلی مسئلہ ہے بلکہ اس کا زیادہ سے زیادہ دباؤ ایک مخلوط حکومت کے حق میں ہوتا ہے اور اس میں وہ کمیونسٹوں کو برسر اقتدار رکھنا چاہتا ہے تاکہ روسی فوجیوں کو دوبارہ واپسی کا راستہ بغیر کسی روکاوٹ کے صاف رہے۔

روس کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ افغان مجاہدین نے ایک اعلیٰ و ارفع مقصد کے حصول کے لئے مسلح جہاد کا آغاز کیا۔ جب تک وہ مقاصد حاصل نہ ہوں ہمارا جہاد جوں کا توں جاری رہے گا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ۔

مجاہدین کی امداد کی بات کے حوالے سے عرض کروں گا کہ جہاد کے شروع میں کس نے ان کی مالی مدد کی تھی؟ بلکہ اُس وقت بھی وہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ایک بڑی مادی طاقت کے خلاف اعلانِ جہاد کیا تھا۔ ہمارا اسلحہ صرف جذبۂ جہاد، قوت ایمانی اور محبت اسلام ہی تھا۔ ہمارا مددگار اور مدد کرنے والا صرف اللہ ہے نصرت الٰہی اور قوت ایمانی نے ہمیں فتح و نصرت کی منزل تک پہنچا دیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ رکھتے ہیں اور جذبۂ جہاد، قوت ایمانی اور محبت اسلام ہمارا بہترین اسلحہ ہے۔

افغانستان میں جب تک ایک بھی روسی فوجی موجود ہو اور جب تک مجاہدین کی قیادت میں عبوری حکومت تشکیل نہ دی جائے یا افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے سازگار حالات موجود نہ ہوں اس وقت ہمارا جہاد جاری رہے گا۔

انشاء اللہ

فخرِ مسلم! کس قدر ارزاں ہے تو
قاتلوں کو روکنے والی نہیں
تجھ رہا ہے کفر قریہ قریہ
نقشۂ عالم میں پڑا ہے بے قرار ہو

منزل ما دور نیست

یوں تو عالم انسانیت کے تقریباً سبھی ادوار میں لکھی جانے والی تاریخ روسی سامراجیوں کی جارحیت سے بھری پڑی ہے۔ اور یہ امر بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ روسی استعمار برسوں سے یہ ارمان دل میں بسائے چلے آ رہے تھے کہ وہ اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے تحت کس طرح اپنی سرحدوں کا دائرہ وسیع کرکے بحر ہند کے گرم پانیوں تک رسائی حاصل کریں۔ اور پھر خلیج کی دریائستوں کو اپنا نشانہ بنا کر انہیں بھی ہڑپ کر جائیں اور اس طرح وہ اپنے حریفوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آزادانہ حمل و نقل کر سکیں۔

روسی اپنے انہی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے افغانستان میں آئے دن نت نئے جال بُنتا رہا چنانچہ ۱۹۷۸ء میں اس نے پہلے افغانستان میں بالواسطہ طور پر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مداخلت کا آغاز کیا اور پھر اگلے ہی سال ۱۹۷۹ء میں بلاواسطہ فوجی مداخلت کر دی۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

ہمارے نہتے مگر جذبۂ ایثار اور قربانی سے سرشار مجاہدوں نے روسیوں کے اس وحشیانہ حملے کو روکنے کے لئے وقت گنوائے بغیر اپنے دین اور وطن کی تحفظ کے لئے دشمن کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ روسیوں نے ہماری اسلامی تحریک کو کچلنے اور ہمارے دین، مذہب، تہذیب اور ثقافت کے مقابلے میں اپنے سوچ اور کھوکھلے نعروں کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے زر خرید غلاموں کے ذریعے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ روسی ظالموں نے افغانستان میں پاؤں رکھتے ہی قتل و قتال لوٹ کھسوٹ اور تباہی کا بازار گرم کر دیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ کبھی انہوں نے افغان مجاہد عوام کو سیم و زر سے خریدنا چاہا، کبھی سبز باغ دکھا کر ان کے پاک اور زندہ ضمیروں کو بدلنا چاہا اور کبھی دولت کے لالچ سے انہیں اپنے عزم سے منحرف کرنا چاہا۔ مگر ان کی یہ سبھی حکمت عملیاں افغان مجاہد عوام پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قتل و غارت گری کا سلسلہ ان کے روزمرہ کا معمول بن گیا۔ اندھا دھند بمباری، زہریلی گیس اور مہلک ہتھیاروں کے استعمال سے افغان عوام کا خون بہایا۔ افغان مسلمانوں کو کسی نہ کسی بہانے گرفتار کر کے جیل کی تنگ اور تاریک کوٹھڑیوں میں آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کیا۔ روسی اپنے ناپاک عزائم اور مقاصد کے حصول کے لئے گذشتہ دس برسوں کے دوران یکے بعد دیگرے اپنے با اعتماد مہروں کو افغانستان کے مسند اقتدار پر بٹھاتا رہا۔ ترکئی اور امین ناکام ہوئے تو انہیں اقتدار سے ہٹا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر کارمل کو اقتدار کی گدی پر بٹھایا۔ مگر وہ بھی ہمارے جیالے مجاہدوں کی جہادی سرگرمیوں کے مقابلے میں ناکام و نامراد ہوا۔ اسے بھی مسند اقتدار سے ہٹا دیا اور آج کل قعر گمنامی میں زندگی کاٹ رہا ہے۔ ببرک کے بعد ایک دوسرے مہرے ڈاکٹر نجیب تخت اقتدار سونپا۔ جو دو ڈھائی برسوں سے اپنے آقاؤں کی حمایت اور پشت پناہی کی وجہ سے کابل انتظامیہ کے نام نہاد سربراہ کی حیثیت سے اپنی غلامی

کے دن گن رہا ہے۔ روسیوں کو چھوڑیئے۔ ان روسی نواز افغان کمیونسٹوں نے گزشتہ دس سالوں کے دوران ایک افغان ہونے کے ناطے سے بھی نہ تو اپنے کانوں سے سنا اور نہ ہی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ افغانستان میں ان کے اپنے ہم وطنوں پر کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ سوچنے اور تعجب کی بات ہے کہ روسیوں نے کس قدر ان کے ذہنوں اور ضمیروں کو پراگندہ کر دیا ہے۔ حتیٰ ان ظالموں نے اپنے گریبانوں میں تو جھانک کر بھی نہیں دیکھا کہ ہم اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ اُدھر روسیوں کو کھلی چھٹی مل چکی تھی۔ جو ان کا جی چاہتا کر بیٹھتے۔ انہیں کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں تھا۔ روسی نواز افغان کمیونسٹ دست بستہ ان کے آگے گردن جھکائے کھڑے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ ان کے آقاؤں نے ان کی گردنوں میں طوقِ غلامی ڈال دیا ہے

ہمارے اسلامی انقلاب کے ابتدائی دنوں میں یہ چہ میگوئیاں زبان عام تھیں کہ افغان نہتے مسلمان عوام کا یہ جہادی سفر جو انہوں نے خالی ہاتھ روسی جیسی سپر طاقت کے خلاف شروع کر رکھا ہے۔ کب تک جاری رہ سکے گا کوئی کہہ رہا تھا کہ روسی ایٹمی قوت اور طاقت کا حامل ہے جبکہ افغانستان ایک غریب اور پسماندہ ملک ہے۔ افغان نہتے عوام کا روسیوں کے ساتھ پنجہ آزمائی بہت مشکل ہے۔ کسی نے یہ کہا کہ یہ بے سروسامانی اور سروسامانی کی جنگ ہے افغان مجاہدین بے سروسامان ہیں۔ وہ اپنا جہاد آج کی ایک سپر طاقت سے کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ روسی اور ان کے حواریوں کا یہ خیال تھا کہ افغان مسلمانوں کی اس تحریکِ مزاحمت کو دو تین ہفتوں کے اندر اندر کچل دیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے درخشان تہذیب و تمدن، تشخص، روایات اور دینِ برحق کو ختم کرنے کے لئے اپنی وحشیانہ اور انسانیت سوز کارروائیاں شروع کر دیں۔ ہمارے جیالے مجاہدوں نے اپنے دین کی تحفظ اور اپنی آزادی کی دفاع کے لئے اپنے سروں پر کفن باندھ کر ایسی عظیم الشان اور بے مثال قربانیاں دیں کہ دنیا حیران اور ششدر ہو چکی ہے۔ روس اور ان کے حواری ملکوں کی جابر اور مستبد حکمرانوں پر لرزہ طاری ہو چکا ہے۔ آج وہ ہمارے جیالے مجاہدوں کے فلک شگاف نعروں سے بید مجنوں کے پتوں کی طرح کانپ رہے ہیں۔ ہم نے تو دنیا والوں پر یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ عزم و استقامت سے ہی بڑی سے بڑی طاقت کا منہ موڑا جا سکتا ہے۔ ہمارا جہاد جو بے سروسامانی کی حالت میں شروع ہوا

روسی وحشت کا ایک نمونہ

تھا۔ آج وہی جہاد بڑی کامیابی سے اپنی آخری منزل مقصود کی جانب اسی جذبے کے ساتھ جاری ہے۔ جیسا کہ میدان کربلا میں عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یزید کے خلاف کیا تھا۔ انہوں نے چمن زار اسلام کو اپنے مقدس لہو سے سینچا اور اپنے اہل و عیال کو دین پر قربان کر دیا تھا مگر ظلم و استبداد کے سامنے ہرگز اپنا سر جھکانا گوارا نہیں کیا تھا۔ بقول شاعر ؎ سرداد مگر دست نہ داد در دست یزید

اگر ہم یہ کہے تو مغالطہ نہ ہوگا کہ ہمارا جہاد، جہاد فی سبیل اللہ ہے اور ذکر شدہ اوصاف کی روشنی میں جاری ہے۔ ہم محب وطن ہیں۔ ہمارا پیارا ملک افغانستان جسے ایشیاء کا دل کہا جاتا ہے اس کی حسین اور دلکش وادیاں، اس کے دیدہ زیب مناظر اس کے فلک بوس برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ، جو ہر موسم میں اپنی قدرتی رعنائیاں بکھیرتے تھے۔ وہ آج روسیوں کی وحشیانہ بمباری، آتش افروز بموں اور کیمیاوی زہریلی گیس کے نتیجے میں ویرانیوں میں بدل چکے ہیں۔

افغانستان کے سبھی ترقیاتی منصوبے عام المنفعت پراجیکٹ سب کے سب ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں۔ فیکٹریاں بند ہو چکی ہیں ملازمین بے روزگار ہو چکے ہیں، بے روزگاری کا مسئلہ دن بہ دن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ افغانستان کے زرخیز زراعتی اراضی بنجر ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہاں کوئی کسان موجود نہیں نہریں، کاریز اور آب پاشی کے دوسرے پراجیکٹ روسیوں کی بمباری کی وجہ سے تخریب ہو چکے ہیں۔

تجارت کا سلسلہ تقریباً دوسرے ملکوں سے قطع ہو چکا ہے۔ صرف روس اور اس کے حلیف ملکوں کے ساتھ تجارت ہو رہی ہے۔ روسیوں کا جو جی چاہتا ہے، وہ سمیٹ کر لے جا رہے ہیں اور منہ مانگی قیمت پر افغان عوام کے احتیاج کی اشیاء افغانستان بھیج رہا ہے۔

تعلیمی ادارے مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں، وہ ادارے جو صوبوں کے مراکز میں کھلے ہیں۔ پہلے تو وہاں وہ طلبہ آتے ہیں جنہیں کمیونزم کے اصولوں سے آشنا کیا جاتا ہے۔ افغان بچوں کو اسلامی تعلیم سے دور رکھنے کے لئے بڑے پیمانے پہ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اس طرح اور بھی بہت سارے مسائل موجود ہیں جن سے افغانستان کی معیشت بالکل تباہ ہو چکی ہے۔

گذشتہ دس سالوں کے دوران روسیوں کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجے میں پچاس لاکھ افغان عوام اپنا گھر بار چھوڑ کر پڑوسی ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور آج پاکستان میں بولان سے لے کر چترال اور کوئٹہ سے لے کر درہ خیبر تک

۳۵ لاکھ افغان مہاجرین کھلے آسمان تلے اپنی زندگی کے بدترین دن گزار رہے ہیں اس جنگِ آزادی میں ہمارے بارہ لاکھ شہداء نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، تقریباً پانچ لاکھ سے زائد افغان عوام جسمانی طور پر معذور ہو گئے ہیں۔ لاکھوں مائیں بیوہ بن چکی ہیں۔ جو آج بے آس و بے سہارا وطن سے دور ہجرت کے دن گزار رہی ہیں لاکھوں بچے یتیم ہو کر اپنے حقیقی والدین کی مشفقانہ پیار و محبت سے محروم ہو چکے ہیں اس بے مرو سامانی کی حالت میں ہمارے روزمرہ مایحتاج کو ہمارا جذبۂ ایمانی، جوش جہاد اور شوق شہادت ایک غیبی انداز میں پورا کرتا چلا آ رہا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ ہم نے یہ جہاد کسی بیرونی طاقت کے ایما پر شروع نہیں کیا تھا اور نہ ہی ہمیں اُن سے کچھ امیدیں وابستہ تھیں۔ ہمیں تو صرف اپنے اللہ پر کامل بھروسہ تھا اور آج وہی امداد فرما رہا ہے۔

آیئے! افغان مسئلے کے بارے آج کل جو سیاسی سرگرمیاں جاری ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ عرض کروں۔

گذشتہ کئی مہینوں سے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کے خاص نمائندے مسٹر کارڈوویز کی وساطت سے افغان مسئلے کے بارے میں جو بین الاقوامی اور سفارتی سطح پر مذاکرات

کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ مسٹر کارڈوویز اس سلسلے میں گزشتہ مہینے کئی بار افغانستان اور پاکستان کا دورہ کر کے مسئلے کو سلجھانے میں اپنا کردار ادا کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں۔ یہ مذاکرات ریگن گورباچوف کی سربراہی ملاقات کا پیش خیمہ ہے۔ اس ملاقات کے بعد روس نے ۸ فروری کو اعلان کیا کہ وہ پندرہ مئی سے اپنی فوجیں افغانستان سے دس مہینے کے اندر اندر نکالنے کو تیار ہیں۔ لیکن متذکرہ اعلان کے بعد جو کچھ لکھنے اور سننے کو آ رہا ہے وہ اُس اعلان کے برعکس ہے جو ۸ فروری کو گورباچوف کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ یعنی روس چاہتا ہے کہ افغانستان سے اپنی فوج واپس بلانے کے بعد وہاں موجودہ حکومت برقرار رہے اور حکومت کی باگ ڈور نجیب کے ہاتھوں میں رہے اور مجاہدین اس کے ساتھ ایک مخلوط حکومت بنانے میں مدد دیں۔

ذرا سوچئے کہ کیا یہ ایک منطقی اور عقلی دلیل ہو سکتی ہے۔ جسے روسی حکمران نے پیش کش کی ہے۔ نجیب اور اس کے دوسرے روس نواز افغان کمیونسٹ بشمولیت روس، یہ سب ہمارے بارہ لاکھ شہیدوں کے قاتل ہیں۔ ہمارے دین کے دشمن ہیں۔ گذشتہ دس سالوں کے دوران افغانستان میں رونما ہونے والے سبھی تلخ حوادث کے یہی لوگ ذمہ دار ہیں۔ کیا یہ انسانیت کا تقاضا ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اپنے قاتلوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھ کر کوئی سمجھوتہ کریں؟ یہ کہاں کا انصاف اور قانون ہے جس کی طرف ہمیں بلایا جا رہا ہے۔ اگر ہمیں کمیونسٹوں کی حکومت چاہیئے تو اپنا گھر بار کیوں لُٹاتے؟ ہمارے ملک میں اتنی تباہی کیوں ہوتی؟

ہمارا موقف اٹل ہے، ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ افغان مسئلے کے بس دو فریق ہیں، ایک مجاہدین اور دوسرا روس، یہ دونوں فریق اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔ اگر روس واقعتاً افغان مسئلے کو حل کرنے میں مخلص ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ براہ راست افغان راہنماؤں سے رابطہ قائم کرے۔

افغان مسئلہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے، ہماری مرضی کے خلاف کسی بھی طاقت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اس مسئلے کو بزعم خویش حل کریں اور ہمارے بارہ لاکھ شہداء کے خون کا سودا کریں اور ہمارے لئے دھرے پر پانی پھیر دیں۔ روس اپنی فوجیں بلا قید و شرط افغانستان سے واپس بلائے اور وہاں ایسے سازگار حالات بنانے میں مدد دیں۔ جس کے نتیجے میں افغان مہاجرین باعزت و حفاظت واپس اپنے گھروں کو لوٹ سکیں اور اپنے وطن کی از سر نو تعمیر میں حصہ لے سکیں۔

کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ ہمیں کسی بھی صورت میں قبول نہیں اور اس کا یہ رچایا ہوا ڈھونگ کبھی پورا نہیں ہوگا۔ ہماری تاریخ روشن ہے۔ ہم نے کبھی بھی کسی پروردہ ٹولے کے کسی ایسے نظام کو جو اسلام کے منافی ہو اپنے اوپر مسلط کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ ہم تو موت کو بھی آنکھیں دکھانا جانتے ہیں۔ ہم نے دنیا پر یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام وہ واحد قوت ہے۔ جو دنیا بھر کی قوتوں سے افضل اور برتر ہے۔ ہم نے روسیوں کے نام نہاد انقلاب ثور کو جسے ناقابل برگشت کہا گیا تھا اب قابل برگشت ثابت کر دیا۔ ہم کمیونسٹوں کے مظالم سے خائف نہیں ہیں۔ ہمارے حوصلے دن بہ دن بڑھ رہے ہیں۔ ہماری روز افزوں کامرانیاں اور روسیوں کی رسوائی، شرمناک اور ذلت آمیز شکست ہمارے ادعاء کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہم نے روس کی عظیم طاقت ہونے کا بھرم کھول دیا ہے اور اُس پر واضح کر دیا ہے کہ اُسے ایک نہ ایک دن افغانستان سے بیک بینی و دو گوش نکلنا ہی پڑے گا۔ چنانچہ آج وہ دن قریب آ چکا ہے۔ اگر افغان مسئلہ ہمارے راہنماؤں کی مرضی کے مطابق جو افغان مجاہدین اور مہاجرین کی امنگوں اور تقاضوں کے ترجمان ہیں کے پیش کردہ عبوری حکومت کے ڈھانچے کو قبول کیا تو اسی میں روس کی خیر اس کی بھلائی اور عافیت ہے۔ اس طرح روس کے آس پاس کے پڑوسی ملکوں میں تو کیا بلکہ سارے عالم اور عالم اسلام کے درمیان اس کے اچھے تعلقات برقرار ہو سکتے ہیں۔

فیروز الدین افضلی کے تاثرات:

جناب فیروز الدین افضلی جو گزشتہ سال ۱۹۸۰ء کے آواخر میں کابل کی سنٹرل جیل پل چرخی سے رہا کئے گئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے نمائندے کو کابل کی جیل کے نظام اہلکاروں کے بارے میں اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا ہے:

کابل انتظامیہ کا سیاسی قیدیوں کے ساتھ سلوک بے رحمانہ تھا۔ جو سیاسی قیدی خفیہ پولیس (خاد) کے دفتر لائے جاتے ہیں اس سے پہلے کہ انہیں نام نہاد عدالت کی طرف سے سزائے موت یا عمر قید کی سزا سنائی جاتی ان قیدیوں میں سے تقریباً ساٹھ فیصد قیدی تحقیقات کے دوران طرح طرح کی اذیتوں کے باعث شہید کر دیئے جاتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ۱۹۸۵ء میں جب میں صوبہ ہرات کی سنٹرل جیل میں قید تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نماز کے وقت قیدیوں پر جیل کے اہلکاروں کی طرف سے اندھا دھند فائرنگ ہوئی جس کے نتیجے میں بے شمار بے گناہ مسلمان شہید ہوئے مگر جب تک میں وہاں تھا میں نے نہیں سنا کہ جیل کے اہلکاروں سے اعلیٰ حکام نے کوئی باز پرس کی ہو۔ سیاسی قیدیوں کو جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا، روزانہ (۴۰۰) گرام کا روکھا سوکھا کھانا دیا جاتا، روزمرہ انسانی ضروریات کا کوئی انتظام نہ تھا، انسانوں کی زندگی وہاں حیوانات کی زندگی سے بھی بدتر تھی۔

اہم گذارش

موجودہ دور میں کوئی مشن مالی وسائل کے بغیر آسانی سے کامرانی کے مراحل طے نہیں کر سکتا۔ ہمارے معزز قارئین اس امر سے آگاہ ہیں کہ جمعیت اسلامی افغانستان کی ثقافتی کمیٹی جہادی مشن کی روسیاہ مختلف زبانوں میں شائع کرتی ہے اور اس غرض کے لیے کئی جرائد و مجلات اور رسائل بڑی تعداد میں اشاعت پذیر ہو کر عام قارئین کرام تک پہنچتے ہیں۔

اب تک ہم نے چندہ یا بدل اشتراک کی زحمت قارئین کرام کو نہیں دی۔ مگر اب شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ قارئین کے مالی تعاون کے بغیر ہماری راہ میں ناقابلِ عبور مشکلات حائل ہو جائیں گی۔ اس لیے التماس ہے کہ آپ ماہنامہ مشعل اور دیگر مجلات کا بدل اشتراک بھیج کر افغانستان کے مقدس جہاد میں حصہ دار بننے کے ساتھ ساتھ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی ماجور ہوں۔

بدل اشتراک

فی پرچہ	———	پانچ روپے
ششماہی	———	۳۰/- روپے
سالانہ	———	۶۰/- روپے
بیرونی ممالک۔ فی پرچہ	———	ایک ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸

مسلم کمرشل بینک، برانچ چارسدہ روڈ

پشاور۔ پاکستان

حاجی اللہ بخش مدینہ منورہ

تنازعہ افغانستان اور اسلام عالم

یوں تو مسلمانوں کے زوال پستی اور تباہی کی بڑی وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری اور ان کی صفوں میں پایا جانے والا وہ انتشار ہے جس نے انہیں عبرت ناک حالات سے دوچار کر رکھا ہے۔ لیکن بالخصوص فلسطین قبرص کشمیر اور اب افغانستان کے مسئلہ پر دنیائے اسلام نے اگرچہ حوصلہ افزا ردعمل کا اظہار کیا اور افغان مہاجرین کی ہر طرح سے مدد اور مجاہدین کی بھرپور امداد بھی کی گئی لیکن اب حالات ایسے پیدا ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کی اپنی صفوں میں ایک نئی روح ایک نیا جذبہ اور ایک نیا ولولہ پیدا کر کے اپنے جذبہ اتحاد کو اور زیادہ مضبوط بنانا چاہیئے۔

امریکہ اور روس نے ایک سازش کے ذریعے پاکستان پر افغان مسئلہ کا ایک حل ٹھونسنے کی کوشش کی ہے جس سے یہ مسئلہ حل تو نہیں ہوگا بلکہ صحیح معنوں میں ایک رستا ہوا ناسور بن جائے گا۔ صاف نظر آ رہا ہے کہ روس اور امریکہ پاکستان کو بھی بیروت اور افغانستان کو فلسطین کا مسئلہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ پاکستان صرف روسی فوجوں کی واپسی قبول کرتے ہوئے جنیوا کے معاہدے پر دستخط کر دے اور افغانستان میں ایک غیر جانبدار اور رجعتی حکومت کے قیام کا مطالبہ ترک کر دے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ افغانستان میں موجودہ حکومت یا کوئی دوسری کمیونسٹ حکومت برسر اقتدار رہے گی، روس خفیہ طور پر اس کی مدد کرتا رہے گا اور کمیونسٹ حکومت اور مجاہدین کے درمیان افغانستان کے اندر جنگ جاری رہے گی۔ لہٰذا ان حالات میں افغان مہاجرین کا اپنے وطن واپس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ البتہ امریکہ اس پردے میں افغان مہاجرین کی امداد بند کر دے گا یہی وہ پہلو ہے جس پر دنیائے اسلام کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ جنگ امریکی امداد کے سہارے لڑی گئی۔ کیا افغان مجاہدین نے امریکی امداد کی وجہ سے ۱۲ لاکھ افراد کی قربانی دی اور طرح طرح کے مصائب اٹھائے۔ کیا جہاد امریکی امداد کے بل بوتے پر تھا اور کیا امریکہ کے ہاتھ کھینچ لینے کے بعد ہم اس جہاد سے دستبردار ہو جائیں گے۔ جس نے روس جیسی طاقت کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور وہ اب افغانستان سے بھاگنا چاہتا ہے

میرا خیال یہ ہے کہ افغانستان کے جہاد میں موجودہ مرحلہ نہ صرف نازک اور اہم ہے بلکہ پورے عالم اسلام کی ایک کڑی آزمائش اور امتحان بھی ہے کیا دنیائے اسلام کے پاس اتنے وسائل نہیں کہ وہ افغان مجاہدین کی امداد جاری رکھ سکے۔ افغان مجاہدین کا سب سے زیادہ بوجھ حکومت پاکستان نے برداشت کیا ہے اور بعض دوسرے ممالک جن میں سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات، مصر، آرگنائزیشن وغیرہ شامل ہیں۔ افغان مجاہدین کی امداد کرتے رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ افغان مجاہدین نے پورے عالم اسلام کی جنگ لڑی ہے اور روسی کمیونزم کی راہ میں ناقابل تسخیر چٹان کا راستہ نہ روک لیتی تو کمیونزم کا طوفان اب تک کئی اسلامی ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہوتا۔

اس لئے میرے نزدیک اب کرنے کا کام یہ ہے کہ پاکستان کی حکومت کوئی بیرونی دباؤ قبول نہ کرے اور افغان مجاہدین جو پہلے ہی اپنا جہاد جاری رکھنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کی امداد اس طرح جاری رکھی جائے کہ تمام مسلمان ممالک مل کر اس معاملہ کو پر کریں جو امریکہ اور دوسرے مغربی ملکوں کی طرف سے امداد روک لینے سے پیدا ہوگا۔ دنیائے اسلام کے پاس وسائل کی کمی نہیں اس سے پہلے ہم نے امریکہ اور روس کے حوالہ پر بھروسہ کر کے فلسطین میں اپنا انجام دیکھ لیا ہے لہٰذا میری تجویز یہ ہے کہ اس وقت مسلمان ممالک کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے اور آج ہم جو فیصلہ کریں گے وہ ہمارے مستقبل پر بھی اثر انداز ہوگا اگر ہم نے افغانستان کے مسئلہ پر ہتھیار پھینک دیئے تو کمیونزم کا طوفان کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا۔ اور لاکھوں افغان مجاہدین کی شہادت سے ہم غداری کے مرتکب ہوں گے۔ مجاہدین ایک جیتی ہوئی جنگ محض روسی اور امریکی دباؤ کے سبب ہارنا نہیں چاہتے لیکن اس کے لئے پاکستان کو عزم اور حوصلے کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اگر آج ہم نے روس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تو بھی افغانستان کا مسئلہ تو حل نہیں ہوگا۔ بلکہ زیادہ خطرناک صورت اختیار کرے گا۔ لیکن پاکستان کی سرحدوں پر بھی امن و امان قائم نہیں رہ سکے گا۔ لیکن معاہدہ پر دستخط کر دینے کے بعد ہمیں پچھتانا پڑے گا۔ لیکن پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ماہنامہ

مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اسلامی حکومت کے قیام تک ۱۲ لاکھ شہداء کے ارمانوں کے مطابق ہمارا جہاد جاری رہے گا

پروفیسر برہان الدین ربانی

ذوالفقار علی

رُوس میں بغاوت کا خطرہ

۱۹۵۶ء میں ہنگری اور ۱۹۶۸ء میں چیکوسلواکیہ پر روسی حملے نے اس کے اتحادیوں کو بدظن کر دیا تھا اور روس میں بسنے والی مختلف قوموں پر بھی بُرے اثرات چھوڑے تھے۔ اس کے بعد دیوار برلن کی تعمیر نے کمیونسٹ عوام کو تذبذب میں ڈال دیا، اور افغانستان پر چڑھائی اور مسلسل قبضہ سے روس نہ صرف بین الاقوامی اخلاقی دباؤ کا شکار ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ قومیتوں کی اندرونی نفرتوں سے دوچار ہے۔ قوموں کی آپس میں نفرتیں اور اختلافات تو ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس کے فوراً بعد سامنے آنے شروع ہو گئے تھے۔ لیکن اس وقت اتنے دگرگوں اور پیچیدہ اس وجہ سے نہیں تھے کہ اس وقت تقریباً ایک ریاست میں ایک قوم آباد تھی۔

انقلاب کے بعد ترسیل اور تغیر و تبدل آبادی نے کئی ریاستوں میں ایک سے زیادہ قوموں کے رہنے سے مقامی اقتدار کی رسہ کشی نے نئے نئے مسائل کو جنم دیا۔ جب دوسری قوموں کے افراد پر روسیوں کو ترجیح دی جانے لگی۔ افغانستان پر چڑھائی کے بعد ان اختلافات کو اور ہوا ملی۔ جب روسی النسل افراد کو چھوڑ کر مسلمانوں اور دوسری قوموں کے افراد کو چن چن کر افغان محاذ پر مجاہدین سے لڑنے کے لئے بھیجا جانے لگا۔

انیسویں صدی عیسوی میں جب متحدہ ہندوستان پر برطانوی راج تھا۔ وہ روس کی طرف سے خائف رہتے تھے۔ کہ وہ کہیں پیٹر دی گریٹ کے الفاظ کہ: "ہمیں گرم پانیوں کی بندرگاہیں حاصل کرنا ہوں گی۔" کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں پہلے مرحلہ کے طور پر ہندوستان کے شمال مغربی سرحدی صوبہ (موجودہ پاکستان کا صوبہ سرحد) پر قبضہ نہ کرے محکمہ تفصیلی جائزہ سے اندازہ ہو گیا۔ کہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہوگا۔ روس نے افغانستان پر قبضہ کے غلط اندازے لگائے اور وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ افغانستان بھی تبت اور پیرو کی طرح ایک خود حفاظتی قلعہ ہے۔ کوئی سکندرِ اعظم جیسا مقدر کا دھنی اور اعلیٰ عسکری ذہن رکھنے والا ہی اسے پار کر سکتا ہے (تبت اور پیرو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فطرت خود ان کی حفاظت کرتی ہے۔ ہزاروں سال سے ان کے بادشاہ ان کے روحانی پیشوا بھی ہوا کرتے تھے۔ جو ہر ناگہانی آفت کے بارے میں پیشگی اطلاع دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فصل کی بوائی اور کٹائی کب کی جائے۔ قحط کے زمانہ میں کون کھائے اور کون مرجائے اور عوام سب احکامات بخوشی قبول کرتے تھے) روسی یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ افغانستان اور اس کے ملحقہ کچھ ایرانی اور پاکستانی علاقے ایک مخصوص طرزِ فکر اور خاص مذہبی، معاشی اور معاشرتی کردار رکھتے ہیں اور خود حفاظتی قلعہ سے کم نہیں۔

یہاں ہمارا نفسِ مضمون تاتاری بغاوت کا خطرہ ہے اس لئے ہم تاتاریوں کی طرف آتے ہیں۔ ۱۹۷۹ء کی مردم شماری کے مطابق روس میں بانوے قومیں آباد ہیں روس میں بیس خود مختار ریاستیں اور اٹھارہ خود مختار اضلاع ہیں۔ جن میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً یوکرین کی آبادی پچاس ملین ہے۔ جبکہ اسٹونہ کی صرف ایک اعشاریہ پانچ ملین ہے۔

جولائی ۱۹۸۶ء میں تاس نے ایک آرٹیکل شائع کیا ہے جس میں یہ قبول کیا گیا تھا کہ تاتاریوں کے دیس نکالے کے بارے میں سٹالن کا حکم غلط تھا۔ دوسری جنگ

عظیم میں ہٹلر سے ساز باز کرنے اور ملک سے غداری کے الزام میں انہیں دیس بدر کیا گیا تھا۔ کریمیا سے نکال کر انہیں یوکرین کی ریاست میں بھیج دیا گیا تھا۔ بعد میں کریمیا کا ریاستی درجہ ختم کر کے اسے ریاست یوکرین کا حصہ بنا دیا گیا تھا۔ اب تاتاریوں کا مطالبہ ہے کہ کریمیا کو ایک خود مختار تاتاری ریاست قرار دیا جائے۔ اس وقت زیادہ تر تاتاری روسی وسط ایشیا کی ریاست ازبکستان میں رہتے ہیں۔

تاریخ عالم میں تاتاریوں سے زیادہ کوئی قوم مشہور نہیں وجہ شہرت اگرچہ ظالمانہ رویہ تھا۔ تاہم بہادری میں بھی جواب نہیں رکھتے تھے۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان کی یہ نسل شروع سے وسط ایشیا میں آباد تھی۔ انہوں نے پندرھویں صدی عیسوی تک روس پر تین سو سال تک حکومت کی ہے۔ تاتاری بنیادی طور پر منگول ہیں۔ منگولوں کے کچھ بکھرے ہوئے قبائل ایران کے مشرقی دیہاتوں میں جنہیں بربر کہا جاتا ہے اور افغانستان کے مغرب میں جنہیں ہزارہ قبائل کہا جاتا ہے، آباد ہیں، سترھویں صدی عیسوی میں تاتاری منگولوں نے خوارزم پر قبضہ کر لیا تھا۔ جو روس کا موجودہ روسی ترکستان ہے۔ اور پھر مغرب کی طرف بڑھے اور نیشاپور اور آذر بائیجان (موجودہ ایران) پر قبضہ کر لیا۔

۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان کی زیر قیادت تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا اور اسے بالکل تباہ کر دیا۔ عباسی خلیفہ معتصم باللہ پر پہلے تو تشدد کرتے رہے۔ پھر گلا گھونٹ کر شہید کر دیا گیا۔ بغداد اس وقت نہ صرف اسلام بلکہ پوری دنیا کا علمی اور ادبی مرکز سمجھا جاتا تھا تمام علوم کی کتب کی بڑی بڑی لائبریریاں جلا دی گئیں۔ وحشت اور بربریت کا وہ نظارہ دکھایا گیا تھا۔ جس کی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی۔

یہی وجہ ہے کہ ایران میں آباد منگول بربر کہلائے۔ تخت خلافت بغداد کی اس تباہی پر شیخ سعدیؒ نے ایک دردناک قصیدہ لکھا تھا ؎

آسمان راحق بود گر خوں ببارد برزمین

عباسیہ شاہی خاندان کے متعدد افراد بغداد سے فرار ہو کر مصر چلے گئے تھے۔ اسی اثناء میں عباسی خاندان کے ایک چشم و چراغ بہادر خان نے ہندوستان میں آکر ریاست بہاول پور کی بنیاد رکھی۔ جو اب پاکستان کا ایک حصہ ہے۔ بغداد کی اس تباہی کے بارے میں مسلمان مفکرین کا خیال ہے کہ اس میں مسلمانوں کی اندرونی ریشہ دوانیوں اور خانہ شمار کا زیادہ عمل دخل تھا۔ جیسے شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ؎

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے

جو اناں تاتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

ایک سال ۱۲۵۹ء میں سلطان مصر کے لشکر دمشق کے مقام پر تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ اور تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ مگر ایران اور عراق پر منگولوں نے ۱۹۹۱ء تک حکومت کی۔

روس میں چنگیزی خون نے ایک دفعہ پھر جوش مارا ہے۔ دیکھیں کیا رنگ لاتا ہے۔ ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء کو روس کے سب سے بڑے پارک میں تاتاریوں نے حق خود اختیاری مانگنے کے لئے روسیوں کے خلاف مظاہرہ کیا۔ ۳۳۵ ایکڑ کے غرامیلو پارک میں تاتاریوں کے مظاہرے کے دوران صحافیوں کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اس سے قبل جولائی میں تقریباً پانچ سو تاتاریوں کو ریڈ سکوائر ماسکو میں مظاہرے کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ بعد میں جن میں سے بعض کو ماسکو سے نکال دیا گیا بعض کو حراست میں لے لیا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی امریکی سفیر جیک میٹلاک پر الزام لگایا گیا تھا۔ کہ انہوں نے تاتاریوں کو ورغلایا ہے۔ تاتاریوں کو روسی صدر آندرے گرومیکو سے ملنے کی اجازت دی گئی تھی اور گرومیکو نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کر دیا گیا ہے۔ جس کی وہ خود صدر ہوں گے۔ مگر ساتھ ہی وارننگ بھی دی گئی تھی کہ اگر تاتاری باز نہ آئے۔ تو حکومت دوسرے

طریقوں سے سختی کریگی۔

یہاں توجہ طلب بات یہ ہے کہ وہ کونسی وجوہات تھیں۔ جنہوں نے روس جیسی کٹر کمیونسٹ حکومت کو مجبور کر دیا کہ اُنہوں نے مظاہروں کی اجازت دے دی۔ کمیونزم میں جلسے، جلوس اور مظاہروں کو غداری گردانا جاتا ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ حکومت تاتاریوں کے دباؤ میں آ گئی ہے۔ دوسری وجہ روسیوں کے نزدیک گورباچوف کی جمہوریت پسند پالیسیوں کو ہوا دینا ہے۔ تیسرے تاتاریوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنا اور چوتھی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ مغرب کو دکھایا جائے کہ سوویٹ یونین کوئی جیل خانہ نہیں اور یہاں بھی مظاہرے ہوتے ہیں اور روس میں رہنے والی سب قوموں کو تحریر و تقریر کی آزادی حاصل ہے۔ پانچویں یہ کہ آملہ آتا کے فسادات کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

دسمبر ۱۹۸۶ء میں روس کی ریاست تاجکستان کے دارالحکومت آملہ آتا میں اس وقت فسادات بھڑک اُٹھے تھے۔ جب ایک مسلمان تاجک دین محمد کونیوف کی جگہ پر ایک روسی جنیدی کولین کو کمیونسٹ پارٹی کا لیڈر (ریاست کا گورنر) مقرر کر دیا گیا تھا۔ ان فسادات میں جہاں پرانی قومیتی رقابتوں کا عمل دخل تھا۔ وہاں کرپشن کا بھی ہاتھ تھا۔ روسی پریس کے مطابق تو تاجک قومیت کو معاشرتی برائیوں نے جنم دیا ہے۔ جب تاجکوں کے نزدیک یہ خالصتاً معاشی اور حکومت کی ناانصافی کا مسئلہ ہے ان کے خیال میں پیداوار وہ کہتے ہیں۔ اور غلہ دوسری ریاستوں میں چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے مویشیوں کو چارہ تک نہیں ملتا۔ غلہ دوسری ریاستوں میں سستا ہوتا ہے۔ رہائش کے سب اچھے اچھے مکانات روسیوں کو دیئے جاتے ہیں اور تاجک تیسرے درجے کے مکانات بھی حاصل نہیں کر پاتے۔ روسی ذرائع کہتے ہیں کہ تاجکوں کو جتنا وہ حصہ دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ دیا جاتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ لیونارڈ برزنیف کے دورِ حکومت کی پیدا کردہ معاشی بدانتظامی کا نتیجہ ہے۔

کمیونسٹ پارٹی کے اخبار پراودا نے ۲۱ جولائی ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں بعض ریاستوں کو بڑے سخت الفاظ میں وارننگ دی ہے کہ جو ریاست کپاس کا بڑا حصہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اُسے حصہ بھی زیادہ ڈالنا ہوگا ادارئیہ نے ان ریاستوں پر سخت نکتہ چینی کی۔ جو اعلیٰ عہدوں پر مقامی لوگوں کو ترجیح دیتی ہیں اور روسی اور دوسرے غیر مقامی لوگوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ گورباچوف نے اعلیٰ صلاحیت، ایمانداری، محنت اور انتظامی سوجھ بوجھ کو کسوٹی قرار دینے کو کہا ہے۔ مقامی مفادات پر ملکی مفادات کو ترجیح دینے کو کہا ہے۔

روس میں نئی لیڈر شپ کو غیر روسی قوموں کا کوئی تجربہ نہیں۔ کیونکہ کمیونسٹ پارٹی کے بارہ سیکرٹریوں میں سے صرف ایک غیر روسی ہے۔ جس طرح کمیونسٹ ممالک خفیہ ذرائع سے مخالف ممالک کی حرکات و سکنات اور اندرونی معاملات پر نظر رکھتے ہیں۔ اس طرح سے مغربی ذرائع ابلاغ بھی تاتاریوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ چنگیزی خون کس حد تک گرم ہوا ہے۔

> وہ فیصلے جو افغان عوام کے نمائندوں کی غیر حاضری میں کئے جائیں اور جن میں افغان عوام کے نمائندے شریک نہ ہوں غیر مؤثر فیصلے ہوں گے۔
>
> استاد برہان الدین "ربانی"

تحریر: پروفیسر محمد سلیم

ظاہر شاہ

روس کا نیا سیاسی ہتھیار

مشرق وسطیٰ کے موقر انگریزی اخبار خلیج ٹائمز نے باوثوق ذرائع سے خبر دی ہے کہ بھارت کے بغیر مملکت برائے امور خارجہ مسٹر ایڈورڈ آر ڈنیر یو عنقریب ایران کے دورے پر روانہ ہو رہے ہیں، جس کے دوران وہ حکومت ایران پر زور دیں گے کہ وہ ظاہر شاہ کو دوبارہ افغانستان کا بادشاہ بنانے میں بھارت کی مدد کرے۔ ظاہر شاہ کے بارے میں اس سے قبل اس قسم کی اطلاعات موصول ہوتی رہی ہیں کہ روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد روس کی طرف سے انہیں افغانستان کی عبوری حکومت کا سربراہ مقرر کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ بنیاد پرست افغان مجاہدین کے مقابلے میں امریکہ بھی ظاہر شاہ کو دوبارہ تخت افغانستان پر متمکن دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، اس کا موقف یہ ہے کہ افغانستان کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق صرف افغان عوام کو حاصل ہے اور اگر وہ ظاہر شاہ کو واپس لانا چاہتے ہیں، تو پاکستان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ دوسری طرف افغان مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد کے سربراہ مولوی یونس خالص کسی قیمت پر ظاہر شاہ کی واپسی برداشت کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ افغانستان کے بیشتر مصائب کا ذمہ دار ظاہر شاہ ہے کیونکہ اسی نے روسی اثر و رسوخ کے لئے افغانستان کا دروازہ کھولا اور پھر جب روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں اور ملت افغانیہ نے بارہ لاکھ جانوں کی بے مثال قربانی دے کر روسیوں کے قدم اکھیڑ دیئے تو اب ظاہر شاہ پکا ہوا پھل کھانے کے لئے افغانستان آنے پر تیار ہو گیا۔ حالانکہ روسیوں کے مقابلے میں اس نے انگلی تک نہیں ہلائی بلکہ اسے اتنی توفیق بھی نصیب نہ ہوئی کہ کسی شہید کے گھر جا کر اس کے بچوں سے اظہار تعزیت ہی کر آتا۔ وہ روم کے آرام دہ بنگلہ میں بیٹھ کر فرانسیسی ناول پڑھنے میں مصروف رہا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ افغانستان کے حالیہ جہاد میں ظاہر شاہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ بلکہ روسی افواج کی واپسی کا سارا کریڈٹ مجاہدین کو جاتا ہے۔ جنہوں نے بے مثال قربانیاں دے کر روسی فوجوں کو افغانستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے روس یا امریکہ ظاہر شاہ کی کسی قربانی یا انسانی خدمت کی بنا پر اسے تخت افغانستان پر بٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوئے بلکہ وہ خاص مقاصد کے حصول کے لئے اس کے سر پر دوبارہ تاج افغانستان سجانا چاہتے ہیں ظاہر شاہ کی واپسی میں بھارتی دلچسپی ایک تازہ فیکٹر ہے جس کا جائزہ لینا ضروری ہے جہاد افغانستان کے سلسلے میں بھارتی رویہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ وہ کبھی بھی روسی اقدام کی مذمت کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ نہ اس نے کبھی شہید یا زخمی ہونے والے افغان مجاہدین سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ بھارت کے دل میں یکایک افغانوں کی ہمدردی کا یہ درد کیسے پیدا ہو گیا ہے کہ وہ ان کی عبوری حکومت کی سربراہی کے لئے ظاہر شاہ کے حق میں لابنگ کرنے پر تیار ہو گیا ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس وقت تخت افغانستان پر ظاہر شاہ ہی متمکن تھا۔ یہ اسی کی حکومت تھی جس نے یو این او میں پاکستانی ممبر شپ کی مخالفت میں دنیا کا واحد ووٹ کاسٹ کیا۔ پھر یہ اسی کی حکومت تھی جس نے پختونستان کا شوشہ کھڑا

کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذاتی طور پر ظاہر شاہ پاکستان کا مخالف نہیں تھا۔ لیکن وہ بعض رشتہ داروں خصوصاً اپنے کزن اور بہنوئی سردار داؤد کے اسی قدر زیر اثر تھا کہ اس کی مخالفت کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ حکومت کی اصل پالیسی یہی لوگ بناتے تھے اور ظاہر شاہ ایک ڈمی کی حیثیت سے اس پر صاد کر دیتا تھا۔ ظاہر شاہ کا خاندان محمد زئی ہے۔ جو مرحوم خان عبدالغفار خان کا خاندان بھی تھا اس لئے "ہم خاندان" ہونے کی وجہ سے ان میں گاڑھی چھنتی تھی خاص طور پر سردار داؤد خان عبدالغفار خان کی بڑی آؤ بھگت کیا کرتا تھا اور اسی کے ایما پر حکومت افغانستان نے جلال آباد میں باچا خان کو تحفۃً وہ مکان دے رکھا تھا۔ جس میں بالآخر خان عبدالغفار خان دفن ہوئے۔ اس لئے افغانستان کی پاکستان مخالف پالیسی میں داؤد باچا خان گٹھ جوڑ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بھارت کے لئے پاکستان کی یہ پریشانیاں حد درجہ دل خوش کن تھیں۔ اس لئے بھارت باچا خان اور سردار داؤد کی مدد سے پختونستان سٹنٹ کو خوب اچھالتا رہتا تھا۔ لیکن پاکستان کی یہ مخالفت صرف افغان حکمرانوں تک محدود تھی جہاں تک افغان عوام کا تعلق ہے وہ اسلامی رشتے کی نسبت سے پاکستان کو برادر اسلامی ملک قرار دیتے تھے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران کابل کی مساجد میں پاکستان کی فتح کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور ۱۹۷۰ء میں سقوط ڈھاکہ کے دکھ کو کابل میں بھی اسی طرح محسوس کیا گیا جس طرح کراچی، لاہور، پشاور اور کوئٹہ میں محسوس کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں تو اس خطے کے جیو پولیٹیکل حالات میں زبردست تبدیلی پیدا ہوئی۔ سردار داؤد نے ظاہر شاہ کا تختہ الٹ کر اگرچہ پہلے ہی افغانستان میں بادشاہت کا خاتمہ کر دیا تھا۔ لیکن ابھی تک اس ملک میں عوام کی رائے کو کوئی وقعت حاصل نہیں تھی۔ اور حکمران کو بادشاہ ہی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن روسیوں نے جب افغانیوں کے اسلامی عقائد اور اسلامی رہن سہن کو تبدیل کرنا شروع کر دیا۔ تو علماء کی زیر قیادت افغان عوام نے مسلح ہو کر تحریک مزاحمت شروع کر دی۔ اس مزاحمتی تحریک کو کسی سابق حکمران کی تائید حاصل نہ تھی نہ ہی یہ تحریک بادشاہت بحال کرنے کے لئے چلائی جا رہی تھی۔ اس طرح افغان عوام نے بے مثال قربانیاں پیش کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ کسی طور بھی روسیوں کی غلامی قبول کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ اس جدوجہد میں اگرچہ بارہ لاکھ کے قریب افغان عورتیں بچے، بوڑھے اور جوان شہید ہوئے اور پچاس لاکھ کے قریب افغان ہمسایہ ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ لیکن انہوں نے روسی غلامی کا جوا پہننے سے انکار کر دیا۔ روس کو بھی بے پناہ مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ حتیٰ کہ جب روس نے محسوس کیا کہ وہ کسی طرح بھی افغان عوام کو زیر نہیں کر سکتا تو اس نے روسی فوجوں کی واپسی کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ کابل حکومت کے بلاوے پر افغانستان میں آیا ہے اس لئے اس کے کہنے پر واپس جائے گا۔ لہٰذا پاکستان کو براہ راست کابل انتظامیہ سے گفت و شنید کرنی چاہئے۔ لیکن پاکستان کابل کی موجودہ حکومت کو چونکہ تسلیم نہیں کرتا۔ اس لئے براہ راست گفت و شنید سے انکار کر دیا۔

بہرحال یو این او کی وساطت سے پاکستان اور کابل انتظامیہ کے درمیان بالواسطہ مذاکرات شروع ہو گئے۔ حالانکہ یہ مذاکرات روس اور مجاہدین کے درمیان ہونے چاہئیں تھے۔ کیونکہ متحارب فریق یہی دونوں تھے۔ پاکستان اور کابل انتظامیہ متحارب فریق نہیں تھے۔ لیکن روس کی کوشش یہ تھی کہ وہ کسی طرح پاکستان سے کابل حکومت کو تسلیم کرا کے مزاحمتی تحریک کو نقصان پہنچائے۔ اگر ایک دفعہ مجاہدین ہتھیار رکھ دیتے تو مزاحمتی تحریک ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی اور روس بڑی آسانی سے اپنی فوجوں کی واپسی کا فیصلہ تبدیل کر دیتا۔ اب بھی اس کی کوشش یہی ہے کہ دنیا کو دھوکہ دے کہ کسی نہ کسی طرح مزاحمتی تحریک میں سستی پیدا کر دے اس مقصد کے لئے اس نے افغان مجاہدین میں پھوٹ ڈالنے کی بھی بڑی کوشش کی ان کے قبائلی تعصبات کو ابھارا۔ پاکستان پر تخریب کاری کے ذریعے دباؤ ڈالا۔ تاکہ وہ افغان عوام کی حمایت سے دست بردار ہو جائے۔ لیکن اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ اس نے وسط مئی سے اپنی فوجوں کی واپسی کا یکطرفہ اعلان کر کے ایک نیا پانسہ پھینکا ہے کہ شاید اسی حیلے سے افغان مجاہدین روسیوں سے صرف نظر کر کے نئی حکومت کی تشکیل کے مسئلے پر آپس میں الجھ پڑیں۔ اس مقصد کے

لئے اس نے بھارت سے بھی مدد لینے کا فیصلہ کیا ہے۔

ظاہر شاہ کی واپسی سے روس اور بھارت کو متعدد فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام پسند مجاہدین کی نسبت ان دونوں کے لئے ظاہر شاہ بہر حال ایک بہتر چوائس ہے۔ وہ شروع سے ہی بھارت نواز رہا ہے۔ اندرا گاندھی خان گرائف سے اس کے خصوصی تعلقات بھی ہیں۔ بھارت کی خواہش ہے کہ اس کی آمد سے پختونستان کے مسئلے کو پھر سے ہوا دی جائے اور پاکستان کے لئے پریشانیاں پیدا کی جائیں۔

جہاں تک افغان عوام اور افغان مجاہدین کا تعلق ہے وہ پہلے بھی اسلامی اخوت کی وجہ سے پاکستان سے محبت رکھتے تھے لیکن اب مسئلہ افغانستان میں پاکستان کے ہمدردانہ رول نے ان کے دل میں پاکستان کی محبت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ اسی لئے اگر افغانستان میں مجاہدین یا افغان عوام کی حکومت قائم ہو گئی۔ تو یہ پاکستان کے لئے ایک بہت بڑا سہارا ثابت ہو گی۔ جسے بھارت ہرگز پسند نہیں کرے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسئلہ افغانستان کے حل ہو جانے پر پاکستان کی مغربی سرحد محفوظ ہو جائے گی اور پاکستان اپنی پوری توجہ مشرقی سرحد کی طرف منتقل کرنے پر قادر ہو جائے گا۔ یہ بات بھارتی مفادات کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کی خواہش ہے کہ پاکستان کی مغربی سرحد پر عدم استحکام جاری رہے تاکہ پاکستان دونوں طرف الجھا

دیکھتا کوئی نہیں

ظلم کی زد میں جہاں ہے دیکھتا کوئی نہیں
بربریت حکمراں ہے، دیکھتا کوئی نہیں
بجھ گئی ہوں جیسے آنکھیں اہل عالم کی تمیز
خون کا کابل رواں ہے، دیکھتا کوئی نہیں

رہے۔ یہ مقصد ظاہر شاہ کی واپسی سے بآسانی حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ظاہر شاہ کی آمد سے لڑائی ختم نہیں ہو گی اور افغان عوام خوشی سے اس کی حکومت تسلیم نہیں کریں گے۔ بھارت کی خواہش ہے کہ افغان مسئلہ جاری رہے اور اگر روسی فوجیں چلی بھی جائیں تو اقتدار افغان عوام کو منتقل نہ ہونے پائے۔ بلکہ ظاہر شاہ کے ہاتھ میں آ جائے اگر ظاہر شاہ کی واپسی سے پاکستان کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہوتا تو بھارت کبھی اس کے حق میں لابنگ شروع نہ کرتا۔ بھارت کی یہ لابنگ اس بات کا کھلم کھلا ثبوت ہے کہ ظاہر شاہ کی واپسی کم از کم پاکستان کے حق میں نہیں ہو سکتی۔

ظاہر شاہ کے واپس آنے سے روس کو یہ فائدہ بھی ہو گا کہ اس سے ان افغان کمیونسٹوں کو تحفظ مل جائے گا جو کہ روسی فوجوں کی واپسی کے بعد افغانستان میں کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جس طرح ویت نام سے نکلتے وقت امریکہ کو اپنے تمام ویت نامی حمایتی اپنے ساتھ امریکہ لے جانے پڑے تھے اسی طرح روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد افغان کمیونسٹ بھی انہی کے ساتھ روس جانے کے لئے بستر باندھ رہے ہیں۔ لیکن ظاہر شاہ کے آنے کے بعد انہیں روس جانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اور یہ لوگ ظاہر شاہ کی "غیر جانبدار" حکومت کی چھتری تلے اپنی جانیں بچا لیں گے۔ دوسری طرف چونکہ ظاہر شاہ کو مجاہدین کی طرف سے تعاون حاصل نہیں ہو گا اس لئے وہ بھی انہی افغان کمیونسٹوں کی طرف مدد کے لئے دیکھنے پر مجبور ہو گا اس طرح افغانستان سے نکل کر بھی روس افغانستان میں موجود رہے گا۔ اور کیونکہ تم کا یہ بیج پھر کسی مناسب موقع پر پورگ دبارہ لانے کے لئے تیار رہے گا۔ ظاہر شاہ کی عمر اس وقت ۷۴ برس کے قریب ہے روم سے اس کے بارے میں جو خبریں آ رہی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے داماد جنرل ولی خان کے زبردست اثر میں ہے۔ کوئی شخص جنرل ولی خان کی اجازت کے بغیر اس سے مل بھی نہیں سکتا۔ نہ ہی اس کے دیکھے بغیر ظاہر شاہ کا کوئی بیان پریس کو جاری ہو سکتا ہے۔ جنرل ولی خان کا رویہ اس وقت بھی افغان مجاہدین سے زیادہ ہمدردانہ نہیں ہے۔ اگر ظاہر شاہ واپس آ گیا تو اصل اختیار جنرل ولی خان کے ہاتھ میں ہو گا جس سے افغان مجاہدین کسی نیکی کی توقع نہیں کر سکتے

روس اور بھارت کو ظاہر شاہ کی واپسی کا مسئلہ کھڑا کرنے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا۔ کہ افغان مجاہدین میں پھوٹ پڑ جائے گی اور ظاہر شاہ کی ذات ایٹم بم سے بڑا ہتھیار

ثابت ہو گی۔ روس اور بھارت اب اس ہتھیار سے کام لینے کی کوشش کر رہے ہیں اور روس کے ایما پہ بھارت نے ظاہر شاہ کی واپسی کے لئے لابنگ شروع کی ہے۔ ظاہر شاہ والا یہ ہتھیار کتنا کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کا مظاہرہ گزشتہ دنوں لوئر جرم ایجنسی میں پارہ چنار کے قریب دیکھنے میں آیا جہاں اخباری اطلاعات کے مطابق ایک لاکھ کے قریب افغان مہاجرین اور مجاہدین نے ظاہر شاہ کی واپسی کے حق میں ریلی منعقد کی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ریلی اتنی بڑی نہ ہو اور "مخصوص" حلقوں نے اس میں رنگ آمیزی شامل کر دی ہو۔ لیکن اس سے ایک بات تو ثابت ہو گئی۔ کہ مجاہدین کا ایک طبقہ خواہ وہ کس قدر چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، اگر آج ظاہر شاہ کے حق میں ریلی منعقد کر سکتا ہے۔ تو کل وہ اس کے حق میں ہتھیار بھی اٹھا سکتا ہے اگر ایسا ہو جائے تو روس اور بھارت سے زیادہ اس پر کس کو خوشی ہو گی ان کی تو خواہش ہی یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح مجاہدین میں اختلاف رونما ہو اور یہ روسیوں کو چھوڑ کر آپس میں لڑنا شروع کر دیں۔ اسی طرح روس اور بھارت ظاہر شاہ کو بطور ایک سیاسی ہتھیار کے استعمال کر کے اس سے سیاسی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ مجاہد تنظیموں کا کام ہے کہ وہ کس طرح اس نئے روسی ہتھیار کو کند کر سکتی ہیں انہوں نے جو کامیابیاں گزشتہ آٹھ سالوں میں حاصل کی ہیں۔ ظاہر شاہ والا روسی ہتھیار انہیں ایک روز میں غارت کر سکتا ہے اس لئے مجاہد تنظیموں کو سر جوڑ کر یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کس طرح اس ہتھیار کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ ان کا باہمی اتحاد ان کی سب سے بڑی قوت ہے۔ اور ان سب کا باہمی دشمن روس ہے اگر روس سے صرف نظر کر کے انہوں نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا تو ان کی برسوں کی محنت پر پانی پھر جائے گا۔

بھارت کی جنگ کی حالیہ دھمکیاں بھی اسی تناظر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ پاکستان کے خلاف روس بھارت گٹھ جوڑ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ روس اس وقت جس مشکل صورت حال سے دوچار ہے اس سے نکلنے کے لئے بھارت اس کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ بھارت کی کوشش یہ ہے کہ روس نے وسط مئی سے اپنی فوجوں کو نکالنے کا جو پالیسہ پھینکا ہے۔ پاکستان اسے غیر مشروط طور پہ تسلیم کرے۔ اور افغان مجاہدین کی زیر قیادت وسیع تر عبوری حکومت کی تشکیل کی شرط سے دست بردار ہو جائے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ اگر پاکستان نجیب حکومت سے معاہدے پر دستخط کر دے تو اس سے افغان مسئلے کے حل میں کیا مدد ملے گی۔ روس جس قسم کی عبوری حکومت قائم کرانا چاہتا ہے۔ اس میں بالادستی تو اس کے پٹھوؤں کو حاصل رہے گی۔ اور مجاہدین کو زیادہ سے زیادہ وزارت امور مذہبی پیش کر دی جائے گی۔ کیا اس طرح افغان مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اور کیا اس حکومت کے بلاوے پر افغان مہاجرین اپنے وطن کو واپس چلے جائیں گے، اب روس اور بھارت کی پالیسی یہ نظر آتی ہے۔ کہ ظاہر شاہ کو بطور غیر جانبدار حکمران کے سامنے لایا جائے اور دنیا کو باور کرایا جائے۔ کہ جس طرح مجاہدین بنجیب حکومت کو برداشت کرنے پر تیار نہیں ہیں اسی طرح افغان کمیونسٹ بھی مجاہدین کی حکومت میں زندہ نہیں رہ سکیں گے۔

لہٰذا ظاہر شاہ کو افغانستان میں واپس لایا جائے تاکہ دونوں دھڑے افغانستان میں زندہ رہ سکیں۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے۔ روس ظاہر شاہ کو سیاسی ہتھیار کے طور پہ استعمال کرنا چاہتا ہے تاکہ اگر پاکستان اس کی مخالفت کرے تو اس پہ آسانی سے الزام عائد کیا جا سکے کہ وہ مسئلہ افغانستان کو حل ہی نہیں کرنا چاہتا اور اگر تسلیم کر لے تو اس ہتھیار سے افغان مجاہدین میں پھوٹ ڈلوا کر ان میں خانہ جنگی شروع کرا دی جائے۔ بھارت اسی سلسلے میں روس کی مدد کرنے کے لئے میدان میں اترا ہے۔

مجاہد کے ذکر اللہ کرنے میں ہر کلمہ پر ستر ہزار نیکیاں ہیں اور ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہے (معجم طبرانی)

صاحبزادہ سلیم الرحمٰن

آزادیٔ افغانستان

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

تاریخ کے اوراق اور موجودہ حالات پر نظر ڈالنے کے بعد قلم یہ لکھنا چاہتا ہے کہ افغانستان میں روسی تسلط دم توڑنے والا ہے۔ اور روس کی ناکام افواج، جیالوں اور جان نثاروں کے وطن افغانستان کی مقدس سرزمین سے مراجعت اختیار کرنے والی ہے۔

تاریخ ہمارے سامنے ہے کہ جب بھی حق و باطل اور کفر و اسلام کا آپس میں ٹکراؤ ہوا ہے تو ہمیشہ باطل کو شکستِ فاش ہوئی ہے اور حق نے ہمیشہ کامیابی و کامرانی کو گلے لگایا ہے۔

پاک و ہند ہی کو لیجئے۔ اس کے ماضی کے مطالعے کے بعد یہ بات منظرِ عام پر آتی ہے کہ انگریز جیسے مکار و عیار اور غاصبانہ طرزِ عمل والے لوگ جو تجارت کے بہانے ہندوستان آئے تھے۔ لیکن ہندوستان کے حکمران بن بیٹھے تھے سینکڑوں سال کے بعد جب محکوم عوام ان کے خلاف آواز اٹھاتی ہے۔ تو ان کے محلات کے در و دیوار لرزنے لگتے ہیں اور وہ ظالمانہ عمل شروع کرتے ہیں لیکن بقولِ ساغر ؎

عزمِ صمیم ہو تو نظر آئے کوہ کاہ
راسخ نہ ہو ارادہ تو تنکا پہاڑ ہے

ہندوستان کے محکوم عوام نے جان و مال کی قربانی دی اور آخر کار انگریزوں کو یہ ملک چھوڑنا پڑا۔ اور اُن کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ آخر وہ کون سی بات تھی۔ جس نے پاک و ہند کے مسلمانوں کو دو سو سالہ جبر و استبداد کے خلاف لڑنے اور مر مٹنے کا حوصلہ دیا۔

یہ صرف اور صرف وہ اسلامی جذبہ تھا جو مومن کو حق کی خاطر اپنا آخری قطرۂ خون تک بہانے کے لئے بے تاب کر دیتا ہے۔

اسی طرح حضورِ اکرم کے زمانے سے لے کر اب تک کئی ایسی مثالیں ہمیں نظر آتی ہیں جس میں ایک طرف تو کفار کا بہت بڑا لشکر جو ہر طرح کے جنگی ساز و سامان سے لیس ہوتا تھا۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کی مختصر تعداد جو اکثر بغیر ہتھیار کے ہوا کرتے تھے۔ لیکن تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اسی قسم کی چھوٹی سی جماعت نے کئی بار کفار کے بڑے بڑے لشکروں کو شکست دی ہے۔

یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد اور مسلمانوں کا دینِ اسلام اور وطنِ عزیز کی خاطر جذبۂ جاں نثاری تھا۔ اور یہ صرف وہ جذبہ تھا کہ جس کی وجہ سے ۳۱۳ صحابہؓ کرام کفار کے ایک بڑے اور مسلح لشکر کو منہ توڑ جواب دیتے ہیں یہ وہی جذبہ تھا جس کے تحت محمد بن قاسم کشتیاں جلاتا ہے۔ یہ وہی جذبہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے ایران تک کے علاقے فتح کئے، یہ وہی جذبہ ہے کہ جس کے تحت فلسطین کے مجاہدین اسرائیل اور امریکہ جیسی طاقتوں کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ اور امریکہ کے ویٹو پر ویٹو سے فلسطینیوں

کے حوصلے مزید بڑھتے ہیں۔

وہی جذبہ افغانستان کے مہاجرین اور مجاہدین میں بدرجۂ اتم موجود ہے اور اسی جذبے کی وجہ سے ساری دنیا ورطۂ حیرت میں مستغرق ہے کہ بغیر مسلح افغانی مجاہدین کی مختصر تعداد جو عرصہ آٹھ سال سے افغانستان کے برف پوش پہاڑوں، گرم سرد میدانوں میں بھوک و پیاس کی پروا کئے بغیر ایک بڑی طاقت سے لڑ رہے ہیں اور اُن پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ حق کو شکست دینا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

کافر ہو تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

یہی وجہ ہے کہ روس یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح افغانستان کی سرزمین خالی کر دے۔

با این ہمہ ایک خاص نکتے کی طرف توجہ ضروری ہے۔ وہ یہ کہ چند مفاد پرست یہ نہیں چاہتے کہ یہ جنگ ختم ہو اور افغان عوام اپنے آباؤ اجداد کی پیاری سرزمین پر جا کر آرام و سکون سے زندگی بسر کریں۔ فارسی کا ایک قول مشہور ہے۔

خدا شرے برانگیزد، کہ خیرما دراں باشد

بالکل اسی طرح اگر یہ جنگ چند فریقوں کے لئے باعثِ تکلیف ہے۔ تو چند ممالک اور اقوام اس میں گلچھے اڑا رہے ہیں اس لئے میں اُن لوگوں کو خاص طور پر متنبہ کر رہا ہوں۔ جو اس جنگ کی زد میں براہِ راست آئے ہوئے ہیں کہ وہ ہوش کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور نئی نئی الجھنوں کا خیال رکھیں۔ لیکن اُن لوگوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے جو یتیم ہو رہے ہیں اور روز بروز ظلم و ستم کا شکار ہو رہے ہیں۔ خیموں میں انتہائی غربت و افلاس میں رہتے ہیں بوڑھے والدین صاحب فراش ہیں اور کئی والدین تو اپنے بیٹوں کی شہادت کی وجہ سے شدتِ صدمات سے وفات پا گئے۔ پاکستان اور ایران کی سرزمین میں اپنی تربیتیں بنا چکے ہیں۔

مستورات خون کے آنسو بہا رہی ہیں اُن کے شوہر اور بیٹے جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں۔ افغان مجاہدین کا حوصلہ بہت بلند ہے اور وہ دن دور نہیں کہ افغانستان ایک آزاد جمہوریہ اسلام بنے گا۔

لیکن جنگ جنگ ہوتی ہے۔ اس کو کھیل نہیں سمجھنا چاہئے۔ جب جنگ پھیل جاتی ہے۔ تو دور سے تماشہ کرنے والے بھی اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دور اندیشی سے کام لینا ضروری ہے۔

میں یہ برادرانہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ معاہدہ جس میں مندرجہ ذیل شرائط شامل ہوں۔ کو تسلیم کرنا چاہئے۔

۱۔ افغانستان میں خود مختار اسلامی حکومت کا قیام۔

۲۔ بیرونی طاقتوں کا عدم مداخلت

۳۔ افغان عوام کا اپنے ملک میں جان و مال کی حفاظت کی ضمانت۔

۴۔ روسی افواج کا افغانستان سے چلے جانا۔

۵۔ روسی نما عناصر کا بھی افغانستان سے نکلنا۔

ایسے معاہدے کو تسلیم کر کے افغان عوام کو عزت و وقار کے ساتھ جانے کا موقع فراہم کرنا چاہئے اور ایسا وقت آئے گا۔ انشاءاللہ۔

محترم
عبدالحبیب ہمدرد

ایک آزاد فلسطین کے لیے فلسطینیوں کی جدوجہد

آج کا نام نہاد اسرائیلی ملک دراصل مسلمانوں کا وہ واحد اور قدیم اسلامی ملک ہے۔ جہاں مسلمانوں نے اللہ تعالٰے کے حکم پر اپنا قبلۂ اول تعمیر کیا اور پہلی مرتبہ اللہ اکبر کی آواز اسی خانۂ خدا میں گونجی جس کے نتیجے میں گمراہوں کے خود ساختہ خداؤں کی طرح بہہ نکلے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ظلمت کے اندھیرے چھٹ گئے، انوار نور الٰہی سے منور ہوئی اور اسلام کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

یہودی جو ابتداء ہی سے اسلام کے مخالف تھے انہوں نے اسلام کے خلاف زہریلے نعرے لگانا شروع کر دیئے اور پھر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک گھناؤنی اور بین الاقوامی سازش کے ذریعے یورپ کے اکثر یہودی سربراہوں نے ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کو ایک مستقل ملک کی حیثیت سے اقوام متحدہ میں منوایا اور اس طرح دنیا کے سیاسی نقشے پر اسرائیل کا ناپاک نام معرض وجود میں آگیا۔

فلسطینی مسلمانوں اور آس پاس کے عرب ملکوں کے مسلمانوں کی غفلت کے باعث فلسطینی مسلمان بھائیوں کو اپنے آبائی اور اسلامی ملک سے جہاں آج تک مسلمانوں کا قبلۂ اول موجود ہے اسرائیلی غاصب اور ظالم حکمران ایک خطرناک اژدہا کے مانند وہاں قابض ہو گئے۔

کوئی باشعور انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلسطینی مسلمانوں نے گزشتہ ۴۰ برسوں کی طویل جدوجہد کے باوجود اپنی ہار مان چکی ہے۔

نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ مسلمان اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ مگر کفر کے خلاف اپنی ہار نہیں مان سکتا۔ ہمارے فلسطینی مسلمان بھائی ۱۹۴۸ء سے لے کر آج تک اسرائیلی غاصبوں کے خلاف اپنی جدوجہد آزادی کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اسرائیل وہ واحد صیہونی ملک ہے۔ جسے مغربی ملکوں کی بھرپور حمایت حاصل ہے اسے اپنے حامیوں اور ان کے دیئے ہوئے اسلحوں پر گھمنڈ ہے۔ وہ تکبر اور غرور کے نشے میں بے بس اور نہتے فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ نہایت سنگدلی اور سفاکی سے پیش آ رہے ہیں۔ مدعیانِ حق کو بے گناہ تہہ تیغ کیا جا رہا ہے ان بیچاروں سے اُن کا آبائی ملک اور آزادی چھین کر مجبور کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں پناہ لیں ملک کے اندر تو کیا ملک سے باہر بھی یعنی لبنان، اردن اور مغربی غزہ کی پٹی پر جہاں جہاں فلسطینی مسلمان مقیم ہیں انہیں یہودی نہایت سنگ دلی سے قتل کر رہے ہیں اور ظالم اسرائیلی نہتے فلسطینی مسلمانوں کے خون سے ہر روز ہولی کھیل رہے ہیں گذشتہ دو ماہ سے ایک بار پھر صیہونیوں نے فلسطین کے مسلمانوں کے خلاف اپنی عریاں جارحیت کا آغاز کیا ہے انہوں نے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے بلا امتیاز مرد و زن، بچوں اور بوڑھوں کو نہایت بے دردی سے آئے دن شہید کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ خود اسرائیلی بھی فلسطینی مسلمانوں کو گرفتار کر کے ملک بدر کر رہے ہیں تاکہ فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی کی سرگرمیوں میں رکاوٹ آئے۔ اب تو اسرائیلی حکمران ایک نیا سوچے سمجھے سازش کے ذریعے دوسرے ملکوں کے یہودی باشندوں کو بھی ارض فلسطین پر بسا رہے ہیں دن دھاڑے فلسطین معصوم بچوں کو

بدائعاتِ کوئے میر

اگرچہ بادی النظر میں کچھ زبونِ حال ہیں
مگر نگاہِ اصل میں یہ گدڑیوں کے لعل ہیں

خزاں کی دست برد میں بہار کی مثال ہیں
نصیب چیرہ دست میں کمال الفعال ہیں

یہ ماورائے دسترس گراں بہا خیال ہیں
مثالِ سہل ممتنع بہت بہت محال ہیں

وہ اہلِ درد ہیں کہ درد آگہی پہ دال ہیں
دکانِ دہر پر تو ہیں مگر بقا کا مال ہیں

ستم شعار چرخِ تیرہ بخت کا ہلال ہیں
جفا کے موسموں میں بھی وفا مثر نہال ہیں

بڑے ہی خوش خصال ہیں بڑے ہی خوش مقال ہیں
زمینِ بے گیاہ پر مثالِ پرشگال ہیں

جہانِ آب و باد و گل میں سنگِ استعمال ہیں
قضا کے واسطے قضا شہید ذوالجلال ہیں

سرور کا مآل ہیں غرور کا ملال ہیں
یہ استخارۂ جنوں تباہیوں کی فال ہیں

مکینِ یک مکان ہیں، اسیرِ ماہ و سال ہیں
وہ جبر کا جواب ہیں وہ قدر کا سوال ہیں

قدیم با محال ہیں، یقینِ لازوال ہیں
روایتِ دل و جگر میں حیدرِ بلال ہیں

یقین کا عروج ہیں۔ گمان کا زوال ہیں
اجل کے حلقۂ ابد میں خواہشِ وصال ہیں

کتابِ زندگی کا بابِ ندرتِ خیال ہیں
بیانِ باب کُن فکاں سرِّ قیل و قال ہیں

شبیہہ لایزاں ہیں مثال بے مثال ہیں
نوائے زندگی، ردائے موت کا جمال ہیں

ارشاد صدیقی

السّلام اے ارضِ پاک شیر دل افغانیاں ○

السّلام اے پاسبانِ غیرتِ اسلامیاں ○

اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

ذرّہ ذرّہ تیرا مجھ کو روکشِ خورشید ہے
تیری مدّاحی مری تسبیح ہے تمجید ہے
سازِ مرگِ غم میں سوزِ نغمۂ ناہید ہے
سرکٹانا راہِ حق میں عاشقوں کی عید ہے
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

گلرخانِ نرم لب کی مسکراہٹ چھوڑ کر
مہوشانِ سیم بر کی جگمگاہٹ چھوڑ کر
قدِ آدم تتلیوں کی چلبلاہٹ چھوڑ کر
شعلۂ رقصِ آفریں کی تھرتھراہٹ چھوڑ کر
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں،

○

تجھ کو غیروں کی غلامی سے بچانے کے لیے
داغِ ذلت تیرے دامن سے مٹانے کے لیے
برق بن کر ظلمتوں میں جگمگانے کے لیے
نور بن کر مطلعِ ہستی پہ چھانے کے لیے
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

صبحِ عشرت چھوڑ کر شامِ مسرت چھوڑ کر
راحت و رنگینیٔ خوابِ محبت چھوڑ کر
محفلِ احباب، لطفِ بزمِ عشرت چھوڑ کر
سب سے بڑھ کر اک بت کافر کی صحبت چھوڑ کر
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

باپ، ماں اور بھائی بہنوں کی رفاقت چھوڑ کر
اپنوں کی الفت، پرایوں کی رفاقت چھوڑ کر
ننگِ دینِ الحاد جو، یوں کی قیادت چھوڑ کر
مذہب الحاد ننگِ آدمیت چھوڑ کر
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

نوعروسِ حرّیت کے پاؤں سہلاتا ہوا
جذبۂ آزادیٔ ملت کو چونکاتا ہوا
سومناتِ اشتراکیت کو ٹھکراتا ہوا
کوندتا محلوں پہ ایوانوں میں دَر آتا ہوا
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

سر ہتیلی پر لیے تیغِ دو دستاں سے کھیلتا
ہو لہاں اغیار کے خونِ رواں سے کھیلتا
آرزوئے زندہ امیر جواں سے کھیلتا
جذبۂ آزادیٔ افغانیاں سے کھیلتا
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

نغمۂ آزادیٔ افغانیاں گاتا ہوا
رقص کرتا باغیوں کو وجد میں لاتا ہوا
یاس میں ڈوبی ہوئی روحوں کو گرماتا ہوا
ڈوبتی نبضوں میں خونِ گرم دوڑاتا ہوا
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

خوفِ تعزیرات مجھ کو چپ کرا سکتا نہیں
رُعبِ اربابِ حکومت مجھ پہ چھا سکتا نہیں
زورِ باطل مجھ کو منزل سے ہٹا سکتا نہیں
روسیاہِ روس میرا سر جھکا سکتا نہیں
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں

○

نطقِ جذباتِ خودی کو چپ کرا سکتا ہے کون
آتشِ گویائے فطرت کو دبا سکتا ہے کون
شمعِ ایمانی کو پھونکوں سے بجھا سکتا ہے کون
نقشِ آزادی مرے دل سے مٹا سکتا ہے کون
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں میں

○

آ کے رکھ دوں گا فسادِ ظلم کی چھاتی پہ سِل
آ کے دہلا دوں گا آدم خوار انسانوں کے دل
آ کے کر دوں گا غلامی کے بتوں کو منفعل
آ کے آزادی کو بخشوں گا ثباتِ مستقل
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں میں

○

گولیوں کی سنسناہٹ میں سکوں پاؤں گا میں
ٹینکوں کی گھڑگھڑاہٹ میں سکوں پاؤں گا میں
خاک وخوں کی تھرتھراہٹ میں سکوں پاؤں گا میں
موت کے نعروں کی آہٹ میں سکوں پاؤں گا میں
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں میں

○

میرے نعروں میں دہل جائیں گے طوفانوں کے دل
میری نظریں چیر جائیں گی کوہستانوں کے دل
میری آہٹ سے لرز جائیں گے ایوانوں کے دل
میری پھونکیں سرد کر دیں گی شبستانوں کے دل
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں میں

○

اضطرابِ درد کی تصویر بن جاؤں گا میں
بیقراری میں سکوں کا راز پا جاؤں گا میں
اشتراکیت کے بت خانوں پہ چھا جاؤں گا میں
ملحدوں کو مرکے رازِ زیست سمجھاؤں گا میں
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں میں

○

چھید کر کر دیں گے چھلنی تن کو برچھے گولیاں
ڈوبتی جائیں گی نبضیں لڑکھڑائیگی زباں
ہر بُنِ مو سے پکارے گا مرا خونِ رواں
زندہ باد افغانیاں پائندہ باد افغانیاں
اے مرے پیارے وطن آتا ہوں میں آتا ہوں میں

○

اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

ایمان و عمل عزم یقین جرأت و ایثار ہے ملتِ اسلام کے ہر فرد کا معیار،
ہم گور مجاہد ہیں شہادت کے طلبگار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

ہم ہیں مسلمان کے لئے پھول کی خوشبو اور ہر مسلمان کے لئے قوت و بازو
کافر کے لئے خون اُگلتی ہوئی تلوار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

ڈٹ جائیں گے میدان میں پیچھے نہ ہٹیں گے کائی کی طرح دشمن و کفار پھٹیں گے
اے روس تو افغان کی غیرت کو نہ للکار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

دیکھا ہے بہت بار ہم نے یہ مکر تمہارا ہے معرکۂ جنگ تو ایک کھیل ہمارا
ہم اہلِ وفا جھومتے جاتے ہیں سرِ دار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

ہم لوگ تو افغان ہیں مجاہد ہیں نڈر ہیں ہم دین کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہیں
ہم لوگ ہیں سب سیسہ پلائی ہوئی دیوار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

آپ کو نظر آئیں گے اِس شان کے کم لوگ باطل کے لئے موت کا پیغام ہے ہم لوگ
ہم لوگ مسلمان صرف اللہ کے پرستار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

ہم نعرۂ تکبیر سے ماسکو کو ہلا دیں ہم دین کی حفاظت کے لئے جان لڑا دیں
نغمہ ہے ہمارے تلوار کی جھنکار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

افغانوں کا مسکن ہے عقابوں کا نشیمن جانبازوں کا گلزار، جیالوں کا ہے گلشن
یہ پاک وطن پاک زمیں خطۂ افغان
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

آتا ہے کچلنا ہمیں طاغوت کے سر کو ہم خیر طلب لوگ مٹا دیتے ہیں شر کو
ہم جانتے ہیں حوصلۂ لشکرِ کفار
اے دشمنِ اسلام خبردار خبردار

گلیوں، بازاروں اور حتیٰ سکولوں سے اغوا کیا جا رہا ہے۔ علماء دین اور دانشوروں پر کڑی پابندی عائد کر دی گئی ہے تاکہ وہ اسلام کے تبلیغ و ترویج نہ کر سکیں۔ مساجد میں نماز جمعہ کے وقت اندھا دھند فائرنگ کی جا رہی ہے، ان سبھی مظالم کو دیکھ کر انسان کا جسم کانپ اٹھتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ یہ مظالم کیوں کر ہو رہے اور بے دفاع فلسطینی مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے ہیں، تاریخ شاہد ہے کہ فلسطینی مسلمانوں نے تقریباً نصف صدی سے صرف مسلمان ہونے کے ناطے سے اسرائیلیوں کی ظلم و ستم کی چکی میں پستے جا رہے ہیں۔

فلسطینی مسلمانوں نے اپنے مسلمہ حقوق کے تحفظ اور جدوجہد آزادی کی جو تحریک چلا رکھی ہے وہ عالم انسانیت کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہے اسرائیلیوں نے مسلمانوں کی تحریک آزادی کو ختم کرنے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر جبر و تشدد کو اپنا شعار بنایا ہے۔ شاید ان کا خیال ہے کہ جبر و تشدد کے ذریعے مسلمانوں کی تحریک کو کچل کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے۔ مگر ان کے یہ ناپاک عزائم کارگر ثابت نہ ہو سکیں گے۔ یہودیوں نے جتنا بھی فلسطینی مسلمانوں کو دبایا وہ اتنے ہی ابھرے۔ جذبہ جہاد اور شوق شہادت دن بہ دن ان میں بڑھتا رہا ہے۔ جبر و تشدد کے ذریعے ایک چھوٹی اور کمزور قوم کو ظلم کا نشانہ تو بنایا جا سکتا ہے۔ مگر ان کے ضمیر کو دبایا نہیں جا سکتا۔ زندہ قومیں اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے اپنے خون کے آخری قطرہ تک بہانے سے بھی گریز نہیں کرتی

آج عرب مقبوضہ علاقوں میں اسرائیلیوں کے ظلم و زیادتی اور یہودی نو آبادیوں کے خلاف بے دفاع فلسطینیوں کے مظاہروں کا سلسلہ ایک بار پھر اپنے عروج پر جا پہنچا ہے۔

اسرائیلی مسلح افواج جو جدید اسلحوں سے لیس ہے کے مقابلے میں جذبۂ ایمان اور آزادی سے سرشار فلسطینی عوام محض لاٹھیوں اور پتھروں سے اپنے دین اور وطن کے دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں گذشتہ دنوں میں خونخوار اسرائیلی سپاہیوں نے آزادی کے چند متوالے فلسطینی نوجوانوں کو گرفتار کر کے زندہ درگور کر دیا اور ان پر بلڈوزر چلا دیئے

مسجد اقصیٰ جسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح کیا، صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کے پنجوں سے آزاد کرایا علاوہ ازیں مسجد اقصیٰ کو وہ سعادت بھی حاصل ہے جہاں سے معراج تشریف لے جانے اور دیدار خداوندی سے مشرف ہونے سے پہلے ہمارے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی تھی اور امامت کی تھی۔ آج وہی قبلۂ اول یہودیوں کے قبضے میں ہے اور ساری امت مسلمہ بے بس ہو کر تماشائی بیٹھی ہے۔ یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ فلسطین ان کا آبائی ملک ہے مگر حقیقت میں یہ ان کی صریحاً سینہ زوری ہے اسرائیلی افواج علاقے میں امن و امان قائم رکھنے کے نام پر اپنی درندگی کا مظاہرہ کرنے میں پوری بے حیائی سے کام لے رہے ہیں۔ فلسطینیوں کو مختلف بہانوں سے ہدف اذیت بنایا جا رہا ہے۔ مگر عرب مقبوضہ علاقے کے فلسطینی مسلمان عہد کر چکے ہیں۔ کہ وہ آگ اور خون کے سمندروں سے گزر کر اپنے ملک کی ایک ایک انچ زمین کی آزادی کے لئے آخری رمق حیات تک قربان کر دیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ان کا یہ عقیدہ اور ناقابل تسخیر عزم انشاء اللہ جلد ہی رنگ لائے گا۔

آج جو تحریک عرب مقبوضہ علاقے میں فلسطینی مسلمانوں کے ذریعے چلائی جا رہی ہے ۱۹۶۷ء سے لے کر آج تک یعنی گذشتہ ۲۱ سالوں کے دوران فلسطینیوں جیسا سرفروشانہ اور جرأت مندانہ جذبہ دنیا کی کسی قوم میں نظر نہیں آیا ہے۔ آج فلسطینی مسلمانوں کا جذبۂ جہاد اور شوق شہادت ایک مضبوط چٹان بن کر ابھرا ہے اور عالم انسانیت ان کے اس دلیرانہ جدوجہد سے حیران اور ششدر رہ گئی ہے۔

دنیا کے اکثر اور بیشتر ملکوں کی طرف سے صیہونی مظالم کے خلاف آواز اٹھائی گئی ہے اور آئے دن ان کی

> افغانستان کے جیالے مجاہدین فلسطین کے مجاہدین کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہوئے یہ پیغام دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کہ چھوٹے اور کمزور ممالک غاصبوں سے اپنی آزادی مسلح جہاد کے ذریعے ہی حاصل کرسکتے ہیں اور اس سے ہمکناری کے لیے آگ اور خون کی دریا سے گزرنا پڑتا ہے۔
>
> پروفیسر برہان الدین "ربانی"

شدید مذمت کی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ خود اسرائیلی عوام بھی اپنی فوج کے وحشیانہ کردار سے خوش نہیں ہیں اور بارہا مظاہروں کی شکل میں اپنے غم و غصے کا اظہار کرچکے ہیں۔

صیہونی اب فلسطینی مسلمانوں کی جدوجہد سے بوکھلا گئے ہیں یہاں تک کہ کہ ہملین اور مغربی ملکوں کے قصر بھی فلسطینی آزادی خواہوں کے فلک شگاف نعروں سے لرز اُٹھے ہیں۔

البتہ یہاں یہ سوال قدرتی طور پر ذہن میں اُبھرتا ہے کہ فلسطینی عوام گذشتہ چالیس برسوں کے دوران ابھی تک اپنے جہادی مشن میں کیوں کامیاب نہ ہوسکے، اس کی علت اور وجہ کیا ہوسکتی ہے؟ ان کے خواہش آزادی کو پورا کرنے کے لئے ان کی اسلامی تشخص کی بحالی میں عملاً کوئی ان کا ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ کیونکہ وہاں موجودہ جہادی تنظیموں کے قائدین کا رجحان اور جھکاؤ زیادہ تر کمیونسٹ بلاک کی طرف ہے۔ کون کہتا ہے کہ کمیونسٹ مسلمانوں کے دوست ہیں؟ یا مستقبل میں اُن سے ایسی توقع کی جاسکتی ہے۔ افغانستان کی ایک تازہ مثال آپ کے سامنے ہے روسی کمیونسٹوں نے گذشتہ دس سالوں کے دوران افغانستان میں افغانوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے افغانستان میں براہ راست فوجی مداخلت کرکے افغانوں کی آزادی اُن سے چھین لی اور انہیں ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا یہ دنیا والوں کو معلوم ہے کہ جب افغانوں نے روسیوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو اُن کا اسلحہ اُن کا ایمان تھا۔ افغانی غیرت کا تقاضا تھا اور انہوں نے اللہ کا نام لے کر دشمن کے خلاف جہاد کا آغاز کیا افغانوں کا جہاد اور جہد آزادی کے دوران شقی القلب روسی درندوں اور ان کے پٹھوؤں کے مقابلے میں افغان مجاہدین نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ جہاد کے دوران کئی نشیب و فراز دیکھے۔ ہنستے بستے گھرانے اُجڑ گئے۔ بارہ لاکھ شہیدوں کا نذرانہ دیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔

افغانوں کا جہاد اپنی کامیابی کی منزل کے قریب پہنچ چکا ہے۔ انشاء اللہ افغانستان جلد آزاد ہو کر ایک اسلامی ملک بننے والا ہے اور وہاں اسلام کا جھنڈا عنقریب لہرایا جانے والا ہے روسیوں کے مذموم عزائم ساری دنیا کے سامنے ہیں۔ پھر فلسطینی قائدین کیوں کمیونسٹوں کا سہارا لئے بیٹھے ہیں۔ فلسطینی قائدین کا روس کی طرف جھکاؤ کی وجہ سے اکثر عرب ممالک کا رویہ اُن سے اتنا قابل ستائش نہیں جتنا ہونا چاہتے تھا۔

فلسطینی مسلمان بھی ہمارے دینی بھائی ہیں۔ ان کے دُکھ درد کو اپنا دُکھ درد سمجھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسلام تو جبر و تشدد، قوت اور طاقت کے ذریعے نہتے اور کمزور انسانوں پر حکومت کرنے کا روادار نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی فاتح تو وہ ہوتا ہے جو اپنے عوام کے دلوں پر حکومت کرے۔

یہی یقین ہے کہ اسرائیلیوں کے جبر و تشدد سے فلسطینی عوام ہرگز مرعوب نہیں ہوں گے۔ آج جس پیمانے پر ان کا جہاد دشمنوں کے خلاف جاری ہے اگر اسی عزم و ہمت کے ساتھ آئندہ بھی جاری رہا۔ تو انشاء اللہ جلد ہی فلسطین کی فضا میں چھائے ہوئے ظلمتوں کے کالے بادل چھٹ جائیں گے اور آزادی کا چمکتا سورج اپنی پوری تابانیوں اور تابناکیوں سے فلسطین کے افق پر نمودار ہوجائے گا۔

تحریر: احمد ابراہ الامیری
ترجمہ، مولانا خالد محمود

ایک مجاہد کی نماز

گزشتہ کئی برس محمد اقبال خان سے میری کوئی ملاقات نہ ہوئی بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ ان کا نام اور شکل تک بھی میرے حافظہ میں نہ رہی تھی۔ ہاں اگر وہ میرے سامنے آ جاتے تو مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے شناسا لگتے اور اپنا نام بتاتے تو ان کا بھرپور تعارف ہو جاتا

محمد اقبال خان جامعہ سعود ریاض سے ملحق معہد اللغۃ العربیہ میں میرے شاگرد تھے، ان کا شمار بہت اچھے طلبہ میں ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اچھے مدرس بھی ثابت ہوئے اب وہ لاہور معہد الامام المودودیؒ سے وابستہ ہیں۔ جہاں وہ نہایت اخلاص اور مجاہدانہ جذبے کے ساتھ ان مسلمان بچوں کی خدمت میں مشغول ہیں جو اس معہد میں جہاں طلبہ کی حیثیت سے علم حاصل کر رہے ہیں

میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اقبال کو لاہور ایئر پورٹ پر اپنا منتظر پاؤں گا، جب ہمارا آمنا سامنا ہوا تو ہم خالص پاکستانی انداز میں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے، وہ انداز، جو محبت کی حرارت، حسن سلوک کی ٹھنڈک اور پُرکیف راحت کا احساس بخشتا ہے۔ اقبال صاحب نے میرا سوٹ بیگ لینے پر بہت اصرار کیا اگرچہ وہ اب معروف معنوں میں میرے شاگرد نہ تھے، ہمارے ہاں سے اپنا کورس ختم کر کے امتحان پاس کر چکے تھے لیکن ان کے طرز عمل اور تاثر میں کوئی ابہام نہ تھا میں اب بھی ان کا اُستاد تھا۔

میں نے جو تین دن گزارے ان میں اقبال صاحب مسلسل میرے ساتھ رہے وہ صبح آٹھ بجے آجاتے اور آدھی رات سے ذرا قبل مجھے خدا حافظ کہتے، میں نے انہیں کئی بار کہا کہ اپنے بال بچوں سے سارا دن دور نہ رہا کرو۔ میں آدھے دن سے زیادہ بھی اکیلا رہ سکتا ہوں۔ انہوں نے مجھے جواب دیا "جب میں نے بیوی سے کہا کہ میرے استاد سعودی عرب سے پہنچ رہے ہیں، تو آپ کو معلوم ہے اس نے کیا جواب دیا اس نے کہا" آپ کے استاد محترم؟ آپ ان کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھئے گا میری خوشی اور راحت اسی میں ہے۔

یہ اس ادب کا ایک حصہ تھا جو میں نے غیر عربوں میں دیکھا ہے

اگلے دن جب ہم اس اسپتال سے نکلے جس میں گولہ بارود کی ہولناک جنگ لڑنے والے افغان مجاہدین کا علاج ہو رہا تھا تو ہمارے دل دکھ، کرب، غصے اور یوم حساب کے خوف کے ملے جلے جذبات سے لبریز تھے ہم سوچ رہے تھے کہ جب ہمارا رب ہم سے پوچھے گا کہ ہر طرف کفر کی تاریکیاں پھیل رہی تھیں تو تمہیں تو تم نے اسلام کے نور کو پھیلانے اور ظلم کا نشانہ بننے والے یتیموں بوڑھوں بیواؤں اور بچوں کی نصرت میں کیوں مقدور بھر کوشش نہ کی۔ تو ہم کیا جواب دیں گے؟

احساسات کا یہ عالم تھا جب اچانک اقبال صاحب نے کہا۔" استاد محترم! کیا آپ کو میرے ہم سبق اکبر افغانی یاد ہیں؟"

میں نے اثبات میں جواب دیا۔

مجھے اپنے یہ شاگرد اچھی طرح یاد ہے میں نے اس سوال کی وجہ پوچھی تو اقبال یوں گویا ہوئے۔ چند ہفتے قبل اکبر افغانی کی افغانستان سے واپسی پر میرے ان سے ملاقات ہوئی وہ کچھ آرام کے بعد دوبارہ جہاد کی غرض سے جا رہے تھے انہوں نے

مجھے اپنا یہ واقعہ سنایا جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اکبر افغانی نے کہا "ایک دفعہ میں ایک ایسے علاقہ میں جس سے زیادہ واقف نہ تھا اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اپنے ساتھیوں سے ملنے کی تگ و دو میں مشغول تھا کہ روسی دستوں کے پڑاؤ میں جا پھنسا روسی فوجی گرفتار کر کے مجھے اپنے کمانڈر کے پاس لے گئے" اس نے گھورتے ہوئے پوچھا۔ کون ہو تم؟ میں نے جواب دیا ایک مجاہد ہوں۔ اس نے میرے ہتھیار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا۔ کلاشنکوف ہے جس سے میں تم بزدل فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتارتا ہوں ترجمان نے جب میری بات کمانڈر کے سامنے دہرائی۔ تو میں نے دیکھا کہ اسے ذرہ برابر بھی غصہ نہ آیا بلکہ اپنے ترجمان ہی کے ذریعہ مجھ سے پوچھا کہ میں نے بعض مجاہدین کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ہمارے ٹینکوں پر زمین سے کنکر بھی اٹھا کر مارتے ہیں تو ان ٹینکوں میں آگ بھڑک اٹھتی ہے اور وہ اپنے فوجیوں سمیت جل کر راکھ ہو جاتے ہیں کیا تم مجھے اس کا عملی مشاہدہ کرا سکتے ہو میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔ ہاں ہاں کیوں نہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن میرا دل دھڑکنے لگا میں نے بھی بعض مجاہدین کے بارے میں یہ اور کئی دوسری باتیں اور کرامات سن رکھی تھیں لیکن میں سوچنے لگا کہ میں خود تو ایک عاجز انسان ہوں۔ یہ کام میرے ہاتھ سے کیسے ہوگا۔ میری کوتاہیوں اور میرے گناہوں کو اللہ تعالیٰ خوب اور مجھ سے بھی زیادہ جانتا ہے بہرکیف میں نے اسی روسی کمانڈر کو کہا کہ میں وضو کر کے دو رکعتیں پڑھنا چاہتا ہوں اس نے کہا کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے وضو کر کے نماز شروع کی یہ میری زندگی کا ایک عجیب لمحہ تھا۔ ایسی نماز میں نے کب پڑھی تھی میں خدا کے نہ ماننے والوں کے درمیان خدا کے سامنے سجدہ ریز تھا۔ میرا چہرہ میرے آنسوؤں میں نہا گیا۔

اپنے بادشاہ حقیقی کے دربار میں اعمال صالحہ کا زادِ راہ لئے بغیر جانے کا احساس غالب آ گیا تھا۔ نماز کے بعد میں نے پھر ایک سجدہ کیا اور اسی عالم میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔

"مالک! آج کوئی آرزو نہیں ہے آج جو کچھ چاہتا ہوں تیری رضا کے لئے چاہتا ہوں۔ میں فقیر بے نوا ہوں اور تو غنی ہے میں عاجز ہوں اور تو ہر شے پر قادر ہے۔ میں ضعیف ہوں اور تو طاقت والا ہے میں پست ہوں اور تو عزت و نشان کا مالک ہے میری مدد فرما اور اسی دین کی لاج رکھ لے جس کی خاطر ہم تیری راہ میں جہاد کرنے نکلے ہیں۔

یہ میری زندگی کا ایک عجیب لمحہ تھا ایسی نماز میں نے کب پڑھی تھی، میں خدا کو نہ ماننے والوں کے درمیان خدا کے سامنے سجدہ ریز تھا۔

میں ننگے قدموں پیر ہی کھڑا ہوا آگے بڑھا زمین سے ایک کنکری اٹھائی اور قریب کے ایک ٹینک پر دے ماری تب وہ واقعہ رونما ہوا، میری آنکھوں نے چشم زدن میں اس ٹینک کو آگ سے جلتے دیکھا، تھوڑی دیر کے لئے سب کچھ ناقابل یقین معلوم ہوا جو کچھ دکھائی دے رہا تھا وہ بالکل واضح تھا۔ آگ بھڑک اٹھی تھی، سب دیکھ رہے تھے اور ٹینک جل رہا تھا۔

ایک بار پھر آنسوؤں سے میرے رخسار اور میری داڑھی تر ہو گئی تھی

کمانڈر نے مجھے اپنے فوجی انداز میں سلوٹ کیا میرا اسلحہ مجھے واپس کر دیا گیا۔

روسی فوجی خوف اور حیرت کے مارے جامد و ساکت کھڑے تھے۔ میں وہاں سے چل پڑا۔ دکھائی نہ دینے والی قوت میری رہنمائی کر رہی تھی بلکہ وہی میرے قدموں کو چلا رہی تھی راستہ نہ جانتے ہوئے بھی میں مجاہدین سے آن ملا۔

فلک نے چوم لئے جن کے پیر نظروں سے
زمین پہ ایسے کئی خاکسار گذرے ہیں۔

رُوسی تسلّط میں افغانستان

جہاں قیدیوں پر کھولتا ہُوا تیل ڈالا جاتا ہے

بی بی حمیرا صوبہ غور کے ایک شریف اور متدین گھرانے سے تعلق رکھنے والی معمر خاتون تھی جو کچھ عرصہ قبل جیل سے دو سال قید با مشقت کاٹنے کے بعد رہا ہو کر آئی تھی، وہ اپنے چار جوان سال بیٹوں اور چند دوسرے قریبی رشتہ داروں کو لٹا چکی ہے میں نے اسے دیکھا تو وہ اپنے گھر کے آنگن میں بہت ہی غمگین اور اُداس بیٹھی تھی۔

تو سوچا آؤ اس بوڑھی ماں سے کچھ بات ہو جائے۔ شاید میں اس کی کچھ مدد کر سکوں بوڑھی ماں میرے سلام کا جواب دیکر اپنے درد بھرے دل کی داستان کا آغاز یوں کیا۔

"بیٹے! میں ان ہزاروں اور لاکھوں غزدہ و ستم رسیدہ افغان ماؤں میں سے ایک ہوں۔ جو اپنے چار جوانسال بیٹوں اور چند دوسرے رشتہ داروں کو ہاتھ سے لہو بیٹھی ہوں۔ میں نے اپنے بیٹوں کو باوجود اس کے کہ وہ یتیم تھے باپ کا سایہ بچپن ہی میں ان کے سر سے اٹھ چکا تھا۔ محنت مزدوری کر کے ان کا پیٹ پالا۔ پہننے کے لئے لباس مہیا کیا۔ خصوصاً ان کی پڑھائی کا خاص خیال رکھا۔ انہیں اچھی تعلیم دلائی تاکہ ایک دن وہ اپنی قوم اور وطن کی بخوبی خدمت کر سکیں اور ساتھ ہی ساتھ میرے بڑھاپے کے رہے سہے دن بھی آرام سے گذر جائیں۔ لیکن تقدیر کو کچھ اور معلوم تھا۔ میرے بیٹے واقعی مسلمان تھے اور انہیں کسی بھی سیاسی پارٹی کے ساتھ کوئی لگاؤ نہ تھا۔"

۱۹۷۸ء میں جب نور محمد ترکی کی قیادت میں کمیونسٹوں نے افغانستان کی سیاسی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں سنبھالی اور کچھ ہی عرصہ گذر جانے کے بعد افغان بے دفاع اور بے گناہ مسلمان عوام کی گرفتاری کا بازار گرم ہوا۔ کسی کو گھر سے۔ تو کسی کو بازار سے، کسی کو سکول اور کالج سے۔ تو کسی کو دفتر سے گرفتار کر کے نامعلوم جگہ لے جایا گیا اور بعد میں انہیں شہید کر دیا گیا۔ اسی طرح میرے دو جوان سال بیٹے محمود اور طارق جو سرکاری ملازم تھے۔ انہیں گرفتار کر کے بے گناہ شہید کیا گیا۔ بعد ازاں میرے دو بیٹے ہاشم اور نعیم اس خوف سے کہ انہیں بھی گرفتار نہ کیا جائے۔ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور مجاہدین کی صفوں سے جا ملے اور اس جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کیا کہ تمام مجاہدین نے گھر آ کر متفقہ طور پر اُن کی بہادری اور ہمت کی تعریف کی

میرے بیٹے! دسمبر کے مہینے میں جو سخت اور شدید سردی کی لپیٹ میں تھا ایک رات جب کہ میری ایک بیٹی اپنے شوہر کے ہمراہ اپنے تین سالہ بچے سمیت میرے غموں کو بھلانے کے لئے ایک مہمان کی حیثیت سے میرے گھر میں آئی ہوئی تھی۔ آدھی رات تک بات چیت ہوتی رہی اور بعد ازاں بیٹی اور اس کا شوہر اور میرا نواسہ سو گئے۔ میں اپنے بیٹوں کے غموں کے بھنور میں پھنسی ہوئی تھی۔ اور آنکھوں سے نیند بالکل غائب ہو چکی تھی۔ کہ دروازے پر دستک دی گئی۔ میں نے دروازے پر جا کر دیکھا کہ بہت سے مسلح افراد کھڑے ہیں مجھے دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی یہ مسلح افراد فوراً گھر میں داخل ہوئے اور گھر میں پڑے ہوئے سامان کو جمع کرنا شروع کر دیا اور ہمیں حکم دیا گیا۔ کہ فوراً گھر سے باہر آ جائیں، ہمیں موٹر میں سوار کر کے ایک نامعلوم جگہ لایا گیا اور ہمیں الگ تھلگ تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں ڈال دیا گیا۔

تھوڑی دیر بعد چند مسلح اہل کار شراب کے نشے میں چور میرے کمرے میں داخل ہوئے اور بلا کوئی وجہ بتائے میری پٹائی شروع کر دی مجھے برقی رو والے ڈنڈے سے شدید اذیتیں دی گئیں اور اسی طرح تین مہینے بند کمرے میں مجھے اذیتیں دیتے رہے۔ اس کے بعد مجھے ایک کمرے سے

دوسرے کمرے میں لے جایا گیا اور جو ظلم و ستم وہ کر سکتے تھے۔ مجھ پر کئے۔ حتیٰ کہ ان سرد دنوں کی سرد راتوں میں مجھے کئی مرتبہ سرد پانی کے تالاب میں ڈالا گیا اور ٹسکا کر مجھے خوب مارا گیا جس کی وجہ سے میرے بدن پر زخم اور پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ کمزوری کی یہ حالت ہو چکی تھی کہ اُٹھنا ناممکن ہو گیا تھا۔ آنکھوں کی بصارت اور دماغی توازن بھی کچھ بگڑ چکا تھا۔

تقریباً آٹھ مہینے اس طرح جیلخانے میں گزر جانے کے بعد ایک دن مجھے ایک نامعلوم عدالت میں پیش کیا گیا۔ جہاں پہ میں نے ایک نظر صرف اپنی بیٹی کو دیکھا اور مجرمانہ انداز میں ان کے شوہر اور بچے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے مجھے مختصر کچھ یوں بتایا کہ میرے شوہر شہید ہو چکے ہیں اور میرا بچہ بھی سخت سردی کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ اور میں جس بچے کی ماں بننے والی تھی۔ وہ بھی میری سخت پٹائی، ستم اور زود کوب کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہے۔ صرف میں اکیلی ایک تنگ و تاریک کمرے میں قیدی ہوں۔ جو مجھ پر گزر رہی ہے۔ میں جانتی ہوں اور میرا رب۔

بیٹی سے ملاقات اور اس کی باتیں سنکر میں کچھ اور پریشان ہو گئی۔ عدالت سے واپسی پہ مجھے ایک دوسرے کمرے میں منتقل کیا گیا اور وہی حال جو دوسرے کمروں میں مجھ پر ہوا کرتا تھا۔ یہاں بھی اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ظالمانہ اور بے رحمانہ انداز میں مجھے زود کوب کیا جاتا تھا۔

رات اور دن دوسرے کمروں سے آہ و فریاد، رونے چیخنے کی دردناک صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ جس طرف بھی دیکھتی خون ہی خون کی ندیاں عمارت کی نالیوں میں بہہ رہا تھیں۔ میرے سر سے خون جاری تھا اور پاؤں پر چھالے۔ اس جیل خانے کے اہلِ کار چاہتے تھے۔ کہ میرے زخموں کا علاج پلاسٹکی اپریشن کے ذریعے کیا جائے لیکن میں نے ان کی بات نہ مانی کیونکہ ایک دوسرا عذاب اور تکلیف ہے۔ ان کی مار پٹائی کا یہ عالم تھا۔ کہ اکثر اوقات میں خود بے حال اور بے خود ہو کر سوچا کرتی تھی کہ میں پاگل ہونے والی ہوں اور ہمیشہ اپنے رب العزت سے بھی دُعا مانگا کرتی تھی کہ خدایا مجھ پر رحم فرما۔

چند دنوں کے بعد مجھے ایک خصوصی عدالت میں پیش کیا گیا۔ جہاں میں نے کئی ایسے لوگوں کو دیکھا۔ جن کی کمریں سخت جھلسی ہوئی تھیں۔ ان بے چاروں پر گُرمتا ہوا تیل ڈالا گیا تھا۔ پنڈلیاں، کندھے، بازو وغیرہ سب کے سب زخموں سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ اُٹھنے کے قابل نہیں تھے میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے تھے اس سانحہ کو دیکھ کر میرے اپنے غم مجھے بھول گئے تھوڑی ہی دیر بعد مجھے عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور مجھے دو سال قید سخت کی سزا دی گئی۔ جب میری قید کی مدت پوری ہو گئی۔ تو اس کے چند دنوں بعد مجھے قید سے رہا کر دیا گیا۔ اور رہائی پانے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ ہاشم اور نعیم میرے بیٹوں نے بہت سے معرکوں میں راہِ اسلام کے ہمراہ، روسی وحشی درندوں اور کارمل فوج جو کہ جدید ترین اسلحے سے لیس تھی ان کے بدّ مقابل ہو کر ان کو منہ توڑ جواب دیکر انہیں مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور ان سینکڑوں ساتھیوں کو جہنم واصل کر دیا ہے اور ایک خونین لڑائی میں وہ دونوں بھائی ایک دوسرے معرکہ میں جامِ شہادت نوش کر گئے ہیں۔ اور اسی طرح میرا داماد، ایک بیٹی اور دو نواسے ان ظالموں کے ظلم و ستم کی تاب نہ لاسکے اور جیل خانے ہی میں خالقِ دو جہان سے جا ملے۔

میرے عزیز بیٹے! مجھے اس جرم کی پاداش میں سزا دی گئی۔ کہ میں نے اپنے بیٹوں کو کیوں اس طرح تربیت دی جو کمیونزم اور کفر و الحاد کے مخالف ہیں اور اسلام اور قرآن کے دلدادہ ہیں میرا اور کوئی قصور نہیں تھا۔ جیل کے اہل کاروں کا رویہ میرے ساتھ ایک ظالم خونخوار بھیڑیئے جیسے تھا۔ یہ ظالم وہ لوگ ہیں جنہوں نے روس میں کمیونزم کی تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر حکومت آپ کو رہا کر بھی ڈالے تو ہم آپ کو رہا نہیں کریں گے بلکہ تمہاری نسل کا خاتمہ کر دیں گے۔

پھر اس دکھیاری ماں نے افغان قوم کے نام پیغام دیتے ہوئے کہا۔

اے میرے میری قوم! اے میرے بیٹو اور بیٹیو! میری آپ سے یہی ایک التماس ہے کہ آپ اپنے دین اور آئین کے دشمنوں سے ہمیشہ باخبر رہیں اور شہیدوں کے خون کو کسی صورت میں بھی رائیگاں جانے نہ دیں۔ شہیدوں کا خون ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائے گا۔

اے میرے غیور اور بہادر مجاہدو! تم اپنے آباء اجداد کے تاریخی نسخے اوراق کو اور بھی پر رونق اور مزین کرتے ہوئے اپنے جنگی مورچوں کو ان کفر و الحاد پرست دشمنوں کے مقابلے میں اور بھی مضبوط اور مستحکم بنانے کی سرتوڑ کوشش کرو اور اپنے بے ضمیر دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے کر ان پر ثابت کر دو کہ حق کو جھٹلانا ممکن

ہی نہیں۔

اے نوجوانو! خواب غفلت سے بیدار ہو کر بہادروں کی طرح باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنی آنکھیں کھول کر اپنے ارد گرد دیکھو تو تمہیں وہ فرق صاف نظر آجائے گا۔ جو فرق اندھیرے اور اُجالے میں ہے۔ جو فرق حق اور باطل میں ہے اور جو فرق ظلم اور انصاف میں ہے اگر تم ایسا کروگے تو دیکھ لوگے کہ تم سرخرو اور تمہارا دشمن ذلیل ہوگا۔

اے اللہ! تجھے ہر چیز کا علم ہے۔ ہماری کمزوریاں تجھ سے پنہاں نہیں ہماری مدد فرما اور ہمیں اس کافر قوم جو جدید ترین اسلحہ سے لیس ہے اور جس نے ہمارے دین اسلام کو محو اور نابود کرنے کا پختہ ارادہ کر رکھا ہے ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما۔

اے خداوند توانا اور بزرگ! ہم تیرے دین کی خاطر اپنی ہر چیز کو قربان کرنے کی خاطر تیار ہیں۔ ہم اس وقت اس جہاد میں سرخروی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ جب تو ہمارا محافظ اور ناصر بن جائے۔

اے میرے اللہ! ہمارے سب مومن اور دلیر مجاہدوں کو اس جہادِ مقدس میں ثابت قدم رکھ۔ فتح اور نصرت سے نواز۔ اگر خدانخواستہ ہم اس جہاد میں ناکام ہو گئے۔ تو اس اسلامی ملک پر کفر و شرک کی تاریکی پھیل جائے گی اور تیری مخلوق ظالموں کی گرفت میں آجائے گی۔

اے اللہ! ہم تجھ سے فتح و نصرت کی بھیک مانگتے ہیں۔ تو نے ہمیں بہت سی نعمتیں دی ہیں۔ ہم تیرے بے حد شکر گزار ہیں۔ مجھے اس راہ میں شہادت کے اعزاز سے نواز۔

اس ستم رسیدہ ماں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بوچھاڑ تھی۔ اس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ رب العزت کے دربار میں دُعا کے لئے بلند تھے۔ میں یہ تمام ماجرا اور داستان بڑے غور سے سننے کے بعد اس سے اجازت لے کر رخصت ہوا اور گاہے گاہے اس کی احوال پرسی کرتا رہا۔

ان غموں نے اُسے اس قدر نڈھال اور ضعیف کر دیا تھا۔ کہ اس کے لئے اٹھنا بیٹھنا ناممکن تھا۔ دوسروں کے سہارے وہ اٹھتی بیٹھتی تھی۔ اور اپنی زندگی سے نہایت تنگ آچکی تھی۔ اب تو جسمانی کمزوری کے ساتھ ساتھ دماغی توازن اور آنکھوں کی بینائی بھی بگڑ چکی تھی۔ نابینائی اور تنہائی کے عالم میں جب اس کا دماغی توازن بھی بگڑ گیا تو اس کی حالت بہت ہی شکستہ تھی۔ پاگل پن میں عجیب طرح کی باتیں کیا کرتی۔ کبھی اپنے جوان بیٹوں کو سکول جانے کا مشورہ دیتی اور کبھی کہتی بچو آؤ کھانا کھا لو۔ میں نے تمہارے لئے مزیدار کھانا پکایا ہے۔ کبھی زور زور سے ہنستی تو کبھی چیخ چیخ کر روتی۔

آخر یہ پچپن سالہ بوڑھی اور ستم دیدہ ماں ایک دن اپنے بیٹوں کو پکارتے پکارتے اندھوں کی طرح گھر کے دروازے کی طرف آئی اور محمود، طارق، ہاشم اور دوسرے بچوں کے نام لیتے لیتے دروازے سے سر ٹکرا ٹکرا کر اپنے خالق دو جہان سے جا ملی

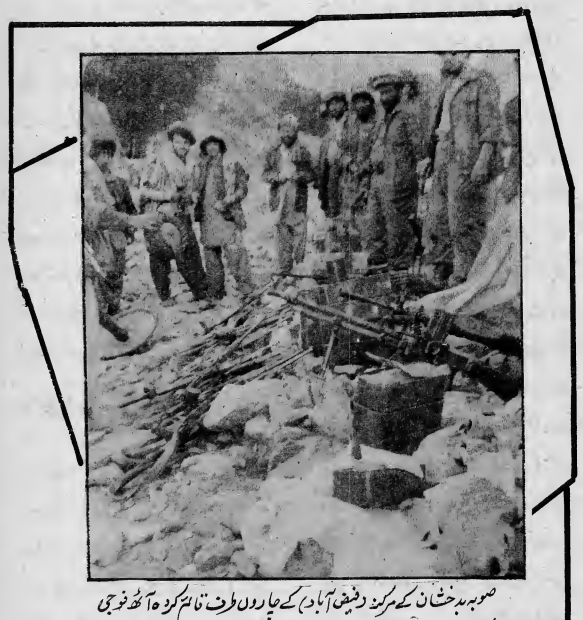

صوبہ بدخشان کے مرکز (فیض آباد) کے چاروں طرف قائم کردہ آٹھ فوجی چھاؤنیوں کو مجاہدین نے مسمار کر دیا غنیمت کے طور پر حاصل شدہ اسلحے کا ایک منظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

ماہنامہ مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
مدیر: سید عبداللہ معاون: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۲ - شمارہ نمبر ۸ - ۹ مسلسل نمبر ۲۰ - ۲۱ - فروری مارچ ۱۹۸۸ء، دلو، حوت ۱۳۶۶ هـ ش

اس شمارے میں

۱- کیا جنیوا بالواسطہ مذاکرات کا یہ دور... اداریہ
۲- فرمانِ الٰہی ج
۳- ارشاد نبوی ؐ
۴- اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان نے عبدری حکومت کا ڈھانچہ...
۵- جذبۂ جہاد اور ایمان ہمارا بہترین اسلحہ ہے
۶- منزل ما دور نیست
۷- روس میں بغاوت کا خطرہ
۸- آزادی افغانستان
۹- ظاہر شاہ - روس کا نیا سیاسی ہتھیار
۱۰- ایک آزاد فلسطین کے لیے
۱۱- ایک مجاہد کی نماز
۱۲- ایک روسی فوجی کا انٹرویو
۱۳- روسی تسلط میں افغانستان جہاں...
۱۴- رسول اللہ ؐ کا حق عظیم
۱۵- اخبار جہاد
۱۶- قافلہ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور۔ پاکستان PESHAWAR PAKISTAN

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک: سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸
مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ
پشاور۔ پاکستان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلقِ عظیم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کسی خاص قوم یا زمانہ تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ تمام قوموں اور زمانوں کے لئے ہے۔ تمام قوموں میں جو برائیاں پائی جاتی تھیں یا پائی جانے والی تھیں ان سب کی حد بندی کر کے اسلام میں ان سے منع کیا گیا ہے اور اس طرح سے تمام نیکیوں کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور ان کے حصول کی تائید کی گئی ہے وہ تمام اخلاقی تعلیم جو ہم کو قرآن مجید کے ذریعے سے دی گئی ہے اس کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔

اخلاقِ حسنہ:

سچ بولنا، جھوٹ کی بُرائی، علم بے عمل کی مذمت، عام عفو و درگذر، توکل، صبر، شکر، حق پر استقامت، خدا کی راہ میں جان دینا، سخاوت اور اور خیرات کا حکم، بُخل کی بُرائی، اسراف و فضول خرچی کی ممانعت، میانہ روی کی تائید، عزیزوں، قرابتداروں، یتیموں مسکینوں اور پڑوسیوں کے ساتھ نیکی مساکین، سائلوں اور غریبوں کی امداد غلاموں اور قیدیوں کے ساتھ احسان، فخر و غرور کی بُرائی، امانت داری، ایفائے وعدہ، صدقہ و خیرات، نیکی و بھلائی کی بات کرنا، آپس میں لوگوں کے درمیان محبت پیدا کرنا، کسی کو بُرا بھلا نہ کہنا بُرے ناموں سے یاد نہ کرنا۔ والدین کی خدمت و اطاعت، ملاقاتوں میں باہم سلامتی کی دُعا دینا، حق گوئی، اسلام پسندی، سچی گواہی دینا، گواہی کو نہ چھپانا، جھوٹی گواہی کے گناہ کا دل پر اثر، نرمی سے بات کرنا زمین پر اکڑ اکڑ کر نہ چلنا، صلح جوئی، اتحاد و اتفاق، ایمانی برادری، انسانی برادری اکل حلال روزی خود حاصل کرنا، تجارت کرنا، گداگری کی ممانعت، لوگوں کو اچھی بات کی تعلیم دینا اور بری بات سے روکنا، خودکشی اور کسی دوسرے کی ناحق جان لینے کی ممانعت یتیم کی کفالت، یتیم کے مال و جائیداد کی نیک نیتی سے حفاظت ناپ تول میں بے ایمانی نہ کرنا، زمین میں فساد برپا نہ کرنا، بے شرمی کی بات سے روکنا، زنا کا حرام سمجھنا، آنکھیں نیچی رکھنا کسی کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہونا۔ ستر اور حجاب، خیانت کی بُرائی، آنکھ، کان اور دل کے کاموں کی بازپرس نیکی کے کام کرنا، امانت و عہد کی رعایت ایثار و تحمل، دشمنوں سے درگذر، بدی کے بدلے نیکی کرنا، غصہ کی بُرائی، مناظرین و مخالفین سے گفتگو میں آداب، بُتوں تک بُرا نہ کہنا، فیصلہ میں عدل و انصاف کرنا خواہ دوست ہوں یا دشمن، صدقہ اور خیرات کے بعد لوگوں پر احسان جتانے کی ممانعت، فسق و فجور سے نفرت، چوری ڈاکہ، رہزنی اور دوسرے کے مال کو بے ایمانی سے لینے کی ممانعت۔ دل کا تقویٰ اور پاکیزگی جتانے کی بُرائی، رفتار میں وقار و متانت، شوہر کی اطاعت، بیوی کا حق ادا کرنا، ناحق قسم کھانے کی بُرائی، چغلخوری طعنہ زنی اور تہمت لگانے کی ممانعت جسم و جان اور کپڑوں کی پاکیزگی، شرمگاہوں کی ستر پوشی، غیبت نہ کرنا، بدگمانی نہ کرنا، سب پر رحم کھانا اور نمائش

کی ناپسندیدگی، قرض دینا اور قرض معاف کرنا، سود اور رشوت کی ممانعت، شجاعت و بہادری کی خوبی، شراب پینے اور جوا کھیلنے کی ممانعت، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ظاہری و باطنی ہر قسم کی بے شرمی سے پرہیز، نیکی کرنا، اور مال و دولت سے محبت نہ ہونا، ظلم سے منع کرنا، ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے کی فہمائش، معاملات میں سچائی اور دیانتداری۔

بلاشبہ اس قرآنی تعلیم کا نمونہ، ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل میں ہم کو ملتا ہے۔ اور آپؐ کے اقوال و اعمال سے اخلاق کی گہرائی کی اگر فہرست مرتب کی جائے۔ تو وہ کسی طرح اوپر لکھی ہوئی فہرست سے کم نہ ہوگی، آپؐ کی زندگی کا ہر لمحہ اس قرآنی اخلاق کا نمونہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ہر صفحہ آج بھی اخلاق کا ایک روشن باب ہے۔ اور ہم اس مختصر مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بہترین مرقع خود آپؐ ہی کی زبان مبارک سے پیش کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مقدسہ

ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپؐ کی زندگی کا طریقہ (سنت) کیا ہے؟ یعنی وہ کون سے بنیادی اصول و اخلاق ہیں جن پر آپؐ عمل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس زبان سے اپنی زندگی کی یہ تصویر کھینچی ہے۔

ترجمہ " میرا سرمایہ خداشناسی ہے اور عقل میرے دین کی جڑ ہے۔ اور محبت میری بنیاد ہے اور شوق میری سواری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا ساتھی ہے اور سنجیدگی میرا خزانہ ہے اور رحم میرا دوست ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میری چادر ہے، اللہ کی رضی میری دولت ہے، عاجزی میرا فخر ہے، پرہیزگاری میرا پیشہ ہے، یقین میری قوت ہے، سچ میرا دوست ہے، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میری پناہ ہے، جہاد میری عادت ہے، اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا نمونہ

یہاں تک تو اصولی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اخلاقِ حسنہ کی تعریف اور اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اب آئیے مطالعہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنے کردار سے ان تمام اصولوں کو کس طرح برتا ہے اور خود اپنے عمل سے کیا نمونہ پیش کیا ہے۔ چونکہ اس کی تفصیل کے لئے ہزاروں صفحات درکار ہیں تاہم آپؐ کی زندگی کے ابتدائی حصے کا مختصر نمونہ پیش کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کی امن و سلامتی بلکہ تمام مخلوقات کی محبت کا پیغام اپنے خاندان اپنی قوم، اپنے ملک اور تمام دُنیا کے انسانوں کو کس طرح پہنچایا اور زندگی کے آخری لمحہ تک کس طرح اس مقصد کے لئے جان و مال کی انتہائی قربانی پیش کی وہ آپ کے سامنے ہے۔ جسے پڑھنے اور جانچنے کے بعد صرف ایک ہی نتیجہ نکلے گا کہ یہ خدا کا چنا ہوا انسانؐ خدا کے پیغام کو آخری سانس تک پہنچاتا رہا۔ اور اسی ایک کام یعنی خدا کی مخلوق کی خدمت میں آپؐ کی زندگی بسر ہوئی۔

آپؐ نے اس خدائی پیغام کو سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں تک پہنچایا ایک روز سب کو کھانے پر جمع کیا۔ یہ سب لوگ آپؐ کے خاندان کے افراد بنو ہاشم تھے ان کی تعداد قریب چالیس تھی اس دن آپؐ کے چچا ابولہب نے اس طرح کی بکواس کی کہ آپؐ کو بولنے کا موقع ہی نہیں ملا، دوسرے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجاہد کے خدا کے راستے میں خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ گنا ہے۔ (ابن ماجہ)

مجاہد کی نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب، اس کے فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی سات سو گنا زیادہ ملے گا

(ابوداؤد)

دن آپؐ نے پھر دعوت کی۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔

"حاضرین! میں تم سب کے لئے دنیا اور آخرت کی بہبودی کا پیغام لے کر آیا ہوں..... بتلاؤ کہ تم میں کون میرا ساتھ دے گا؟"

یہ سن کر سب کے سب چپ ہو گئے تو آپؐ کے چچازاد بھائی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جو اس وقت بہت کم سن تھے اٹھے اور کہا۔

"یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔"

آپؐ نے ان کے والد حضرت ابوطالب سے کہا۔ "آپ اس کی بات مانا کریں اور جو کہا کرے سُنا کریں۔"

یہ سُن کر مجمع خوب کھل کھلا کر ہنس پڑا اور حضرت ابوطالب سے تمسخر کرنے لگا کہ۔ "دیکھو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں کہہ دیا ہے۔ کہ آج سے تم اپنے فرزند کا حکم مانا کرو۔"

ایک روز آپؐ نے صفا پہاڑ پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا اور جب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے بہت پُراثر طور پر ان سے کہا۔

"تم اپنی زندگی سنوارنے کی کوشش کرو۔ ورنہ قوم کی قوم خدا کے عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ ہو جائیگی۔"

اس وعظ کا بھی مکہ کے بڑے بڑے سرداروں نے مذاق اُڑایا اور آپؐ کو بُرا بھلا کہا۔ لیکن آپ کی ہمت پست نہ ہوئی بلکہ آپؐ نے اپنی قوم کو عام طور پر سمجھانا شروع کیا، ہر ایک میلہ میں اور ہر گلی کوچہ میں جا کر لوگوں کو توحید کی خوبیاں بتلاتے بتوں، پتھروں اور درختوں کی پوجا سے روکتے۔ بیٹیوں کو مار ڈالنے سے منع کرتے زنا اور جوئے سے منع فرماتے تھے۔ لوگوں کو ہدایت فرماتے تھے۔ کہ جسم کو نجاست سے، کپڑوں کو نجاست سے، کپڑوں کو میل سے، زبان کو گندی باتوں سے اور دل کو جھوٹے اعتماد و اعتقاد سے پاک و صاف رکھیں۔

آپؐ اس بات کی عام تعلیم دیتے تھے کہ زمین، آسمان، چاند اور سورج سب خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ دُعا کا قبول کرنا، بیمار کو تندرستی دینا، مرادیں پوری کرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ اللہ کی مرضی اور حکم کے بغیر کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

آپؐ منڈیوں اور میلوں میں جا کر لوگوں کو اسی طرح تعلیم دیتے تھے۔ قریش کے مغرور لوگ آپؐ کی مخالفت پر تل گئے انہوں نے سمجھا کہ آپ کی تعلیم سے عوام شوخ و گستاخ ہو جائیں گے اور ان کی امارت و سرداری میں کمی آنے لگے گی اسی لئے انہوں نے آپؐ کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور آپؐ کے جسم و جان و مال کو ہر طرح نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لیا آپ کی مخالفت میں باضابطہ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ مگر آپؐ کبھی ان کی مخالفت کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔ اور برابر اپنے کام کو آگے بڑھاتے رہے۔

مکہ معظمہ میں تیرہ برس تک ایک خدا کی عبادت کا وعظ فرمایا اور امن و سلامتی، محبت و اخوت اور مساوات کا پیغام اپنی قوم کو پہنچایا، لیکن اس لمبے عرصے میں سب سے پہلے چند غریب اور مسکین لوگ ایمان لائے۔ اور جو ممتاز لوگ تھے وہ بھی انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے، غریبوں پر، جو اسلام لائے تھے قریش کے سرداروں نے بڑے بڑے ظلم ڈھائے۔ ان کو جسمانی تکلیفیں دیں۔ ان کو بھوکا رکھا، مارا، پیٹا، مگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اُن کے ساتھیوں نے کبھی بھی بدلہ لینے کی کوشش نہیں کی۔ ہر مصیبت کو انتہائی صبر و سکون سے برداشت کیا۔ اور ہر قدم مضبوطی سے خدا کی راہ میں آگے ہی بڑھتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے تاکہ رات کے اندھیرے میں آپؐ کے قدم مبارک

زخمی ہوں۔ گھر کے دروازے پر گندگی پھینکی گئی۔ مگر ان تمام برائیوں کا جواب بُرائی سے دینے کے لئے آپؐ کے دل میں کبھی خیال بھی نہیں آیا۔

ایک روز کعبہ شریف میں نماز پڑھتے وقت ایک دشمن نے اپنی چادر کو لپیٹ کر رسی جیسا بنایا اور جب آپؐ سجدہ میں تشریف لے گئے۔ تو چادر کی رسی کو آپؐ کی گردن میں ڈال کر اس طرح پیچ در پیچ کیا کہ آپؐ کی گردن بہت کس گئی اس پر بھی آپؐ اطمینان قلب کے ساتھ سجدہ میں عبادت کرتے رہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے۔ اور اس ظالم شخص کو دھکے دے کر ہٹایا اور فرمایا۔

"کیا تم ایک بزرگ آدمی کو مارتے ہو اور صرف اس جرم میں کہ وہ اللہ تعالےٰ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور تمہارے پاس اپنے روشن دلائل لے کر آیا ہے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کے ایک مشہور سردار اور تاجر تھے۔ مگر انہوں نے بدلہ لینے کی کوئی تدبیر نہ کی باوجود اس کے کہ صبر سے برداشت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو پھیلانے میں اپنی جان و مال کی قربانی زیادہ سے زیادہ پیش کرتے رہے۔ جو غلام اسلام لاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت میں داخل ہوتا۔ تو اس کو زیادہ تر حضرت ابوبکرؓ ہی خرید کر آزاد کر دیتے اور وہ اپنی آزاد زندگی عزت و آبرو کے ساتھ بسر کرنی شروع کر دیتا۔

مکہ شریف میں آپؐ کی مخالفت میں جو باضابطہ کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے ممبر مکہ کے پچیس معزز سردار تھے۔ کمیٹی کا صدر ابولہب تھا۔ ایک روز اس کمیٹی میں یہ تجویز پیش ہوئی۔ کہ جو لوگ دور دور شہروں یا ملکوں سے مکہ آتے ہیں۔ انہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت کیا کہا جائے؟ تاکہ وہ لوگ آپؐ کی بڑھائی کے قائل نہ ہوں اور آپؐ کی باتوں کو نہ مانیں۔ کسی نے کہا کہ آپؐ کو کاہن کہا جائے۔ کسی نے کہا "دیوانہ" کسی نے "شاعر" اور کسی نے "جادوگر" کی تجویز پیش کی۔ بالآخر اس کمیٹی نے درج ذیل تجاویز پر اتفاق کیا۔

"محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر طرح سے دق کیا جائے بات بات میں ان کی ہنسی اڑائی جائے۔ تمسخر اور ایذا سے انہیں سخت تکلیف دی جائے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سچا کہنے والوں کو انتہا درجہ کی تکلیفوں کا شکار بنایا جائے۔"

ان تجاویز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو تکلیفیں برداشت نہیں کر سکتے تھے، انہیں حبشہ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ باقی لوگ آپؐ کے ساتھ ہر طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے رہے اور خدا کی سچائیوں کا پیغام انسانوں کو سناتے رہے یہاں تک کہ مخالف تمام آپؐ کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔

خدا کا یہ مایۂ ناز و بے مثال بندہؐ اب اپنا آبائی وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اور انتہائی خاموشی سے آپؐ نے مکہ معظمہ کو خیرباد کہا۔ مکہ معظمہ سے ابھی زیادہ دور نہ گئے تھے کہ جان کا دشمن پیچھا کرتا ہوا آپؐ کے قریب پہنچ گیا۔ خدا نے کس طرح آپؐ کی جان بچائی وہ تاریخ کے صفحات پر روشن طور پر رقم ہے۔ یہاں تو صرف آپؐ کا کردار دکھلانا ہے کہ کس طرح سر پر پہنچے ہوئے دشمن کے لئے بھی دعا آپؐ کی زبان مبارک سے نکلتی رہی۔ اور جب پیچھا کرنے والا سوار تلوار لے کر جھپٹا تو اس کا گھوڑا ریت میں دھنس گیا۔ اور بالآخر آپؐ ہی سے پناہ مانگی آپؐ نے دعا کی اور گھوڑا ریت سے نکل گیا اور شرمندگی سے منہ موڑ کر مکہ واپس چلا گیا۔

جہاد میں جس قدم کو غبار لگ جائے گا
اس کو آگ نہ چھوئے گی (بخاری)

اخبار جہاد

صوبے ہرات میں کابل روسی فوجیوں کی آٹھ چوکیاں تباہ

۲۸ کابل روسی فوجی ہلاک، اور پندرہ زندہ گرفتار کر لیے گئے،

صوبے ہرات میں جمعیت اسلامی افغانستان کے حضرت حمزہ رح فرنٹ کے مجاہدوں نے دور دراز (ملک) نامی علاقے میں دشمن کی کئی چوکیوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۸ فوجی چوکیاں مکمل طور پر تباہ، ۲۸ کابل روسی فوجی ہلاک ایک ٹینک تذر آتش اور پندرہ فوجی اسیر بنا لئے گئے۔ جنگ کے دوران ۲ عدد گرنیف مشین گن، ایک عدد مارٹر گن۔ ۵ سیٹ آئر وائرلیس، ۳ عدد کلاشنکوفیں، ۱۰ اندوقیں مارٹر گن کے گولے، ۱۰۰۰ کلاشنکوف رائفلوں کی گولیاں مجاہدین کے ہاتھ لگے۔ اس دوران ایک مجاہد شہید اور دوسرے ۹ مجاہدین کو معمولی زخم آئے۔

صوبہ فرح میں مجاہدین اور روسی دستے کا تصادم

ایرانی سرحد پر واقع افغانستان کے مغربی صوبے فرح میں مجاہدین نے صوبائی ہیڈ کوارٹر سے پچاس کلومیٹر جنوب کی طرف شہر قاضی کے مقام پر روسی فوجی دستے کو گھیر لیا۔ جو مجاہدین کے مرکز پر حملہ کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا جمعیت اسلامی کے کمانڈر حاجی محمد شریف کی قیادت میں مجاہدین نے ۲ فروری کو راکٹوں کے فائر سے پانچ فوجی گاڑیاں تباہ کر دیں۔ جن کا بیشتر عملہ ہلاک ہو گیا۔

ایک گھنٹے تک مزاحمت کے بعد حملہ آور دستہ مزید نقصان کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے فرح شہر کی طرف واپس چلا گیا۔

ہرات میں فوجی دستوں نے ملٹری ہسپتال پر گولہ باری کر ڈالی

ہسپتال کا ڈائریکٹر ہلاک، تین مجاہد شہید ہو گئے

ہرات شہر میں فوجی دستوں نے ۲ فروری کو غلطی سے چھاؤنی کے علاقے میں ملٹری ہسپتال پر گولہ باری کر دی جس سے ہسپتال کا ڈائریکٹر ہلاک اور اس کا دفتر ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ اس روز کی جھڑپوں میں تین مجاہد شہید اور سات زخمی ہو گئے گولہ باری سے تھوڑی دیر قبل مجاہدین نے فوجی گرڈیشن کی حفاظتی چوکیوں پر یلغار کی۔ جہاں دو افسروں سمیت نو روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں ایک ٹینک کا عملہ بھی شامل ہے۔ جو راکٹوں کے فائر سے تباہ ہو گیا اس کارروائی کے بعد مجاہدین کے مرکز پر بمباری کے علاوہ گولہ باری کی گئی۔ جس کے دوران ملٹری ہسپتال بھی نشانہ بن گیا۔ ایک روز قبل جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے ہرات شہر کے علاقے بندسلما میں حفاظتی چوکی پر راکٹ برسائے جس کے نتیجے میں ایک بکتر بند گاڑی تباہ اور پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے اس معرکے میں جوابی فائرنگ سے دو مجاہد شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔ حفاظتی چوکی سے فرار ہونے والے پانچ کٹھ پتلی فوجی اسلحے سمیت مجاہدین کے قابو آ گئے جنہیں آزاد علاقے کی عدالت کے حوالے کر دیا گیا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے ہرات کے مغرب کی طرف غوریان

جانے والے فوجی دستے کو گھیر لیا۔ ایک گھنٹے کی خونریز جھڑپ میں فوجی دستہ ایک جیپ اور فوجی گاڑی کا ملبہ چھوڑ کر چار لاشیں اور متعدد زخمی لئے ہرات کی سمت واپس بھاگ نکلا۔ اس کارروائی کے دوران آٹھ کلاشن کوف رائفلوں پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

بگرام ایر پورٹ کے نواح میں

مجاہدین اور روسی دستے کے درمیان تصادم

افغان دارالحکومت کابل کے شمال کی طرف صوبہ پروان میں واقع بگرام ایرپورٹ کے نزدیک حفاظتی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔ اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی کے کمانڈر حاجی عنایت اللہ کی قیادت میں ۴ فروری کو بگرام کے نواح میں دو حفاظتی چوکیوں پر حملہ کیا۔ اس معرکے میں پانچ روسی فوجی ہلاک اور چار اسلحے سمیت گرفتار کر لئے۔

اسی روز جبل السراج جانے والی سڑک پر مجاہدین کے مرکز کی طرف پیشقدمی کرنے والا فوجی دستہ چھاپہ مار کارروائی کی زد میں آ گیا۔ جس کی ایک گاڑی اور دو ٹرک ناکارہ بنا دیئے گئے۔ مجاہدین کا گروپ امدادی دستے کی آمد سے قبل اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گیا۔

ہرات شہر میں حفاظتی چوکی کا صفایا

چھاپہ مار کاروائیوں میں ایک کمانڈر سمیت نو فوجی ہلاک ہو گئے

ایرانی سرحد کے نزدیک واقع صوبہ ہرات کے سرحدی قصبے اسلام قلعہ میں جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے ۲۳ جنوری کو گشتی فوجی دستے پر یلغار کی جس کے دوران ایک فوجی کمانڈر نورالدین ہلاک اور دو کٹھ پتلی فوجی زخمی ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق اسی علاقے میں جنوری کے تیسرے ہفتے کی چھاپہ مار کاروائیوں میں ایک ٹرک اور ٹینک تباہ کرنے کے علاوہ بھاری مقدار میں اسلحہ اور سامان رسد مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ ان کاروائیوں میں آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی بتائے گئے ہیں۔

ہرات شہر میں حزب اسلامی کے مجاہدین نے ۱۸ جنوری کو کمانڈر عبدالکریم کی قیادت میں راکٹوں سے حملہ کر کے ایک حفاظتی چوکی ملبے کا ڈھیر بنا دی راکٹوں کی بوچھاڑ سے حفاظتی چوکی کا ایک ٹینک اور ایک جیپ تباہ ہو گئی۔ جس کے ساتھ وہاں پر متعین فوجی دستہ بھاگ نکلا۔ مجاہدین دس کلاشن کوف رائفلیں اور ایک وائرلیس سیٹ پر قبضہ کر کے واپس نکل گئے۔

روسی ٹرانسپورٹ طیارہ تباہ

افغانستان میں روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام میں مجاہدین نے ایک روسی ٹرانسپورٹ طیارہ گرا لیا جو ہوائی اڈے پر اتر رہا تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ قلعہ گئی کے مرکز سے سامان رسد لانے والے روسی طیارے کو مجاہدین نے ۲۴ جنوری کی رات میزائلوں سے نشانہ بنایا میزائل لگتے ہی طیارے کو آگ لگ گئی جو بگرام ہوائی اڈے سے چار کلومیٹر دور شمال کی طرف گر کر تباہ ہو گیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ طیارے میں کتنے افراد سوار تھے۔ ادھر کابل کے جنوب کی طرف صوبہ لوگر کے قصبے برکی برک میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے ۲۵ جنوری کو گشتی فوجی دستے کی ایک گاڑی تباہ ہو گئی، غزنی شہر سے ملنے والی ایک اور اطلاع کے مطابق ۲۳ جنوری کو چھاپہ مار مجاہدین کے ساتھ تصادم میں کابل فوج کا ایک مقامی کمانڈر اور اس کے حفاظتی دستے کا ایک فوجی ہلاک ہو گیا۔ فوجی کمانڈر حفاظتی دستے کے ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر جا رہا تھا کہ مجاہدین کے حملے کی زد میں آ گیا۔

قندھار میں فوجی کارروائی کے بعد مجاہدین کے چھاپہ مار حملے، چھاؤنی کے علاقے پر میزائلوں سے حملہ، ایک حفاظتی چوکی تباہ ہو گئی۔

۱۶ فروری (اثاثہ افغان)

قندہار میں بکتر بند دستوں کی کاروائی کے بعد مجاہدین نے دن بھر کے تیز رفتار حملوں میں قندہار چھاؤنی کو نشانہ بنانے کے علاوہ ایک حفاظتی چوکی تباہ کردی ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی کابل فوجی دستوں نے ۱۷ فروری کو قندہار کے نواحی علاقے محلہ جات میں مجاہدین کے ٹھکانوں پر شدید گولہ باری کی جس سے دیہی آبادیوں کے چودہ مکانات تباہ ہوگئے۔ فوجی دستوں کی گولہ باری کے بعد شہری چھاپہ مار مجاہدین نے اسی روز قندہار چھاؤنی پر میزائل برسائے۔ جہاں تین فوجی گاڑیاں تباہ اور افسروں کے ہاسٹل کا ایک حصہ ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ ہاسٹل میں مقیم تین فوجی افسر کیپٹن عبداللہ، کیپٹن اسحاق اور میجر دیوادہ ہلاک ہوگئے۔ اپنی مجاہدین نے قندہار کے علاقے سپین زیارت میں حفاظتی چوکی پر میزائلوں سے یلغار کی جس سے ایک ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی کا صفایا ہوگیا۔ اسی حملے میں آٹھ کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں

مجاہدین کے قندہار شہر میں جیل توڑ کر متعدد شہری رہا کرالئے، فوجی مرکز پر حملے کے دوران دو ٹینک، ایک بلڈوزر تباہ

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندہار

میں مجاہدین نے ایک ہی دن سینٹرل جیل توڑنے کے علاوہ فوجی مرکز کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دو ٹینک اور ایک بلڈوزر تباہ ہوگیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق شہری چھاپہ مار مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۸ جنوری کو سینٹرل جیل پر یلغار کردی۔ جس کے لئے مجاہدین نے جیل میں متعین عملے سے پہلے ہی رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ جیل کے عملے کی طرف سے اطلاع ملتے ہی مجاہدین نے ہلہ بول دیا اور افغان فوجیوں کے تعاون سے جیل کا گیٹ توڑ ڈالا۔ اسی موقع میں دس ساتھیوں کو رہا کرا کے مجاہدین افغان فوجیوں سمیت تیزی سے واپس نکل گئے۔ اطلاعات کے مطابق بکتر بند روسی دستے نے فوری طور پر مجاہدین کا تعاقب کیا تاہم وہ آزاد علاقے میں پہنچ چکے تھے۔ اسی روز شام کے وقت مجاہدین نے قندہار چھاؤنی میں فوجی مرکز پر میزائل برسائے۔ میزائلوں کے فائر سے مرکز کی تنصیبات اور ایک بیرک شدید متاثر ہوئی جبکہ دو ٹینک اور ایک بلڈوزر تباہ ہوگیا۔ فوجی مرکز سے بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ بلوچ اکثریتی افغان صوبے نیمروز کے علاقے فاشن میں ۱۲ جنوری کے تصادم میں دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور رسات فوجی اسلحے سمیت مجاہدین نے گرفتار کرلئے۔

بغلان شہر میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی

افغان دارالحکومت کابل کے شمال کی طرف مجاہدین نے صوبہ بغلان کے ہیڈ کوارٹر میں ۱۸ جنوری کو گشتی فوجی

دستے پر حملہ کیا۔ کمانڈر ڈاکٹر محمد اسماعیل کی قیادت میں اس کارروائی کے دوران فوجی دستہ چار لاشیں اٹھائے بھاگ نکلا۔ فوجی دستے کی چھوڑی ہوئی ایک ہلکی مشین گن اور نو کلاشنکوف رائفلیں سمیت کو مجاہدین جوابی حملے سے قبل ہی شہر کے نواح میں آزاد علاقے کی طرف نکل گئے۔

روسی فوج مجاہدین کے دباؤ سے زدران چھوڑنے پر مجبور ہوئی، صوبہ پکتیا کے کمانڈر جلال الدین حقانی کی طرف سے ریڈیو کابل کے نشریئے کی تردید

صوبہ پکتیا کے جنرل کمانڈر جلال الدین حقانی نے ریڈیو کابل کی نشریات کو غلط قرار دیا ہے۔ جن کے مطابق روسی فوج نے زدران کے قبائلی زعما کی درخواست پر یہ علاقہ خالی کیا تھا۔ مولانا جلال الدین حقانی نے ایک بیان میں واضح کیا ہے کہ روسی بکتر بند دستے محض تین دن خوست گردیز شاہراہ پر اپنا کنٹرول برقرار رکھ سکے جس کے بعد مجاہدین کے مسلسل دباؤ کے نتیجے میں روسی دستے گردیز واپسی پر مجبور ہو گئے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ریڈیو کابل کے بقول کٹھ پتلی انتظامیہ نے "عوام سے ہمدردی" کی بنا پر زدران کا علاقہ خالی کیا۔ جہاں پینسٹھ دیہات گولہ باری اور بمباری سے زمین بوس ہو گئے ہیں۔ صوبائی کمانڈر نے زدران کے ایک زخمی مجاہد ظریف گل کے حوالے سے بتایا ہے کہ زدران کے دیہاتوں میں گھروں کو لوٹنے کے علاوہ مساجد شہید کی گئیں اور قرآن شریف کے نسخے گولیوں سے چھلنی کر کے راستوں میں بکھیر دیئے گئے۔

صوبہ فاریاب میں روسی طیاروں کی انتقامی بمباری سے تیس افراد شہید

۴ فروری (اژانس افغان) روسی

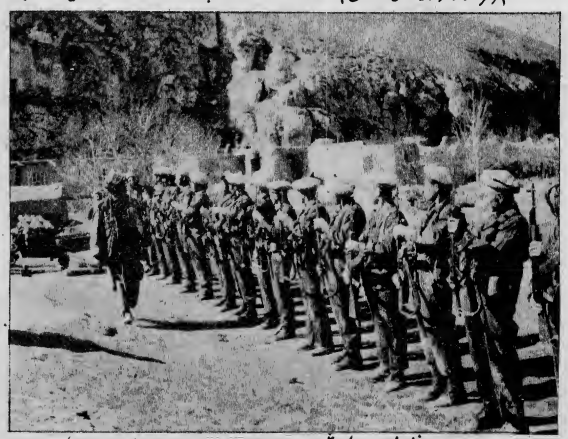

سرحد سے ملنے والے افغانستان کے شمال مغربی صوبے فاریاب میں روسی طیاروں نے سرحدی قصبے دولت آباد کی نواحی آبادیوں پر انتقامی بمباری کی۔ جس کے نتیجے میں چھ مجاہدین سمیت تیس شہری جان بحق اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ روسی طیاروں نے ۱۹ جنوری کو صوبہ فاریاب کے ہیڈکوارٹر میمنہ کے شمال میں دولت آباد کے نزدیک دیہی آبادیوں کو نشانہ بنایا۔ بمباری سے شدید جانی نقصان کے علاوہ پچیس مکانات تباہ اور متعدد مویشی ہلاک ہو گئے۔ روسی طیاروں نے انتقامی بمباری ۱۵ جنوری کو دولت آباد اور شیریں تگاب کے قصبوں میں مجاہدین کے حملے کے بعد کی جس کے دوران پانچ فوجی ٹھکانے تباہ کر دیئے گئے تھے۔ وسطی افغانستان کے صوبے غور سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق صوبائی ہیڈ کوارٹر چغچران کے نزدیک مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔

صوبہ کنر میں مجاہدین اور فوجی دستے کا تصادم، وادی پنجشیر میں دو حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کر لیا گیا

افغانستان کے صوبے کنر میں ۲۲ جنوری

کو سب ڈویژنل قصبے ادٹہ پور میں گشتی دستے اور مجاہدین کے درمیان جھڑپ میں دو مجاہد شہید اور پانچ زخمی ہوگئے۔ رات کے تاریکی کے باعث فرار ہونے والے دستے کے نقصان کا علم نہیں ہوسکا۔ ادھر صوبہ وردک کے ہیڈ کوارٹر میدان شہر کے نزدیک مجاہدین نے ۱۸ر جنوری کو فوجی دستے پر حملہ کیا آدھ گھنٹے تک اس لڑائی میں چھ مجاہد زخمی ہوئے۔ جبکہ فوجی دستہ زخمیوں سمیت بھاگ نکلا۔ وادی پنجشیر کی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے جنوری کے تیسرے ہفتے تواخ کے علاقے میں دو حفاظتی چوکیوں پر قبضہ کرلیا۔ جہاں پر متعین کابل فوجی مزاحمت کئے بغیر فرار ہوگئے۔ اسی علاقے میں ایک اور کاروائی کے دوران مجاہدین نے سامان رسد کے قافلے پر یلغار کی جسے ایک ٹینک سے محروم ہونا پڑا۔ ٹینک کا عملہ موقع پر ہلاک ہوگیا۔

ہرات شہر کے نزدیک اسلحے کے ڈپو کا صفایا، قندہار کے نواح میں مجاہدین کے مرکز پر حملہ ناکام بنا دیا گیا

ہرات شہر کے نزدیک سب ڈویژنل قصبے دوآب میں مجاہدین نے اسلحے کے ڈپو کا صفایا کر دیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ۱۲ر جنوری کو مجاہدین ایمونیشن ڈپو کے علاوہ تین حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے۔ جہاں دو ٹینک اور ایک ٹریلر تباہ ہوگیا۔ اسی کاروائی میں بارہ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوگئے۔

قندہار سے ملنے والی ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے محلہ جات کے علاقے میں اپنے مرکز پر روسی دستے کا حملہ ناکام بنا دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ روسی بکتر بند دستے نے ۲۴ر جنوری کو مجاہدین کے مرکز کا محاصرہ کرلیا جہاں مجاہدین پہلے سے مورچہ بند تھے۔ دن بھر کی کامیاب مزاحمت کے بعد حملہ آور دستے کو پسپا ہونا پڑا جو چار ٹینکوں کا ملبہ چھوڑ کر متعدد لاشیں اور زخمی لئے بھاگ نکلا۔

روسی سرحد پر واقع صوبوں میں مجاہدین کے ٹھکانوں کا سراغ لگانے کی مہم

لندن ۱۰ر فروری (اڑانس افغان) روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبوں بلخ اور جوزجان میں قابض روسی فوج نے نقل و حرکت تیز کر دی ہے۔ جس کا مقصد مجاہدین کے ٹھکانوں کا سراغ لگانا ہے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق جمعیت اسلامی اور حزب اسلامی کے مجاہدین نے جوابی مشترکہ کاروائی کے دوران صوبہ بلخ کے ہیڈ کوارٹر مزار شریف سے شیرغان جانے والی شاہراہ پر واقع روسی سرحد سے چالیس میل دور تاریخی قصبے بلخ کے نزدیک بکتر بند دستے کو گھیر لیا۔ ۵ر فروری کی اس کاروائی میں تین گاڑیاں راکٹوں کا نشانہ بن گئیں جن میں سوار بارہ روسی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔ روسی فوج کا یہ قافلہ مزار شریف سے جوزجان

صوبہ قندھار کے جیالے اور نامور کمانڈر ملا لقیب اللہ ایک کمیونٹ سے انٹرویو دے رہے ہیں

کے دارالحکومت شیرخان جا رہا تھا۔ اس معرکے میں ایک مجاہد شہید اور تین زخمی ہوئے۔ وسطی افغانستان کے صوبے غور سے اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۸ر فروری کو صوبائی صدر مقام چغچران کے مغرب کی طرف سب ڈویژنل قصبے شرک میں سرکاری دفاتر اور فوجی تنصیبات پر حملہ کیا۔ تیز رفتار کارروائی میں راکٹوں اور دستی بموں سے ایک حفاظتی چوکی کا صفایا ہو گیا۔ جب کہ دو سرکاری عمارات شدید متاثر ہوئیں۔ حفاظتی چوکی میں متعین پانچ کابل فوجی مارے گئے۔

آزاد مجاہد کمانڈروں کی سزائے موت کی معافی کا اعلان مضحکہ خیز ہے۔ نجیب حواس باختہ ہو چکا ہے: پروفیسر محمد فاضل

جمعیت اسلامی کے بورڈ علمی کے ڈائریکٹر اور اسلام آباد میں مقیم افغان دانشور پروفیسر محمد فاضل نے کٹھ پتلی حکمران ڈاکٹر نجیب کی جانب سے مجاہد کمانڈروں کی سزائے موت معاف کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جو مجاہد کمانڈر، نجیب اور اس کے آقاؤں کی تمام تر فوجی قوت کے باوجود ان کی دسترس سے باہر ہیں ان کی سزا معاف کرنا مضحکہ خیز ہے انہوں نے کہا کہ احمد شاہ مسعود، جلال الدین حقانی اور دوسرے آزاد مجاہد کمانڈر جن کی سزائے موت معاف کئے جانے کے اعلان ہو رہے ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں جن کے ہاتھوں نجیب، اس کے پیشرو کٹھ پتلی اور ان کے روسی مالک متعدد بار ہزیمت کا مزا چکھ چکے ہیں۔

پروفیسر محمد فاضل نے کہا کہ نجیب وہ چیز خیرات کر رہا ہے۔ جو اس کی جیب میں نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ڈاکٹر نجیب مجاہدین کی کامیابی اور روسی فوجوں کی واپسی کے امکان کی تازہ صورت حال میں حواس باختہ ہو چکا ہے۔

روسی فوج نے ایرانی سرحد کے قریب بھاری فوجی سامان پہنچا دیا

مجاہدین کی طرف سے زبردست مزاحمت

تین ٹینک اور پانچ ٹریلر تباہ، کمانڈر یحییٰ شہید ہو گئے

قابض روسی افواج نے زبردست نقصانات کے بعد ایرانی سرحد پر واقع افغان صوبے فرح کے دارالحکومت میں بھاری مقدار فوجی سامان اور رسد پہنچا دی ہے مجاہدین نے ۹ر فروری کو کمانڈر مولوی یحییٰ کی قیادت میں فرح شہر کے نزدیک سامان رسد کے قافلے پر راکٹوں سے حملہ کیا۔ تیز رفتار کارروائی میں دو حفاظتی ٹینک اور پانچ بھاری ٹریلر تباہ ہو گئے۔ اس حملے میں سولہ کلاشنکوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ جب کہ فوجی قافلہ فرح شہر کی طرف نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ فوجی قافلے کی جوابی فائرنگ سے کمانڈر مولوی یحییٰ شہید اور تین مجاہد زخمی ہو گئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق بھاری سامان رسد پہنچنے کے بعد مجاہدین نے فرح شہر کا محاصرہ کر لیا ہے اور فرح شہر کو قندھار اور ہرات سے ملانے والی سڑک پر بارودی سرنگیں نصب کر دی ہیں۔

اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ ۱۰ر فروری کو بارودی سرنگ پھٹنے سے گشتی بکتر بند دستے کا ایک ٹینک تباہ اور اس کا عملہ ہلاک ہو گیا۔

کابل کے مضافات میں مجاہدین کے مراکز پر روسی طیاروں کا حملہ

قابض فوج کے پندرھویں ڈویژن پر میزائلوں کے فائر سے متعدد تنصیبات تباہ ہو گئیں

روسی طیاروں نے ۱۰ر فروری کو کابل کے مضافاتی علاقے دیہہ سبز میں مجاہدین کے مراکز پر بمباری کی۔ جس کے نتیجے میں گولہ بارود کے ذخیرے کو آگ لگ گئی۔ اس حملے کے بعد انہی مجاہدین نے افغان دارالحکومت کابل میں روسی فوج کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر میزائل برسائے۔ میزائل کے فائر سے فوجی گریژن کی متعدد تنصیبات تباہ ہو گئیں۔ جب کہ جانی نقصانات کا علم نہیں ہو سکا۔ کابل سے ملحقہ صوبے وردک کے قصبے چک کے نزدیک ۸ر فروری کو

اداریہ

کیا جنیوا بالواسطہ مذاکرات کا یہ دور فیصلہ کن ثابت ہوگا؟

اخبارات، جرائد اور ریڈیو رپورٹوں اور سیاسی تبصروں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اگرچہ افغان مسئلے کے بارے میں روس اور امریکہ دونوں کے درمیان سمجھوتہ طے پایا ہے نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ واشنگٹن میں راہنما ملاقات کے بعد ۹ سالہ افغان مسئلے کے حل کے امکانات پہلے سے کہیں زیادہ روشن ہوگئے ہیں، بجومیوں نے ۱۹۸۸ء میں افغان مسئلے کے حل ہونے کی پیش گوئیاں کی ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ۸۸ء کو افغان مسئلے کے حل اور افغان مجاہدین کی کامیابی کا سال قرار دیا ہے۔ خود روسی لیڈر میخائل گورباچوف نے کہا ہے کہ ہم ایک آزاد اور مختار افغانستان کے حق میں ہیں۔ ان پیش گوئیوں اور تاثرات کی روشنی میں اکثر و بیشتر سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ جنیوا مذاکرات کا یہ دور آخری اور فیصلہ کن ثابت ہوگا۔

افغان مسئلے کے متعلق اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندے ڈیگو کارڈوویز کی زیر نگرانی پاکستان اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے درمیان جنیوا بالواسطہ بات چیت کے ذریعے تین نکتوں پر پہلے ہی سے اتفاق ہو چکا ہے۔ اب جب کہ صرف آخری نکتہ جس میں روسی فوج کی واپسی کا ٹائم ٹیبل، روسی افواج کی واپسی کے بعد وہاں عبوری حکومت کی تشکیل، اور حالات کا کنٹرول شامل ہیں زیر غور آئے گا۔ اس روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ کس حد تک جنیوا مذاکرات کا یہ دور نتیجہ خیز اور کامیاب ثابت ہوگا؟

جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم ہر اُس فیصلے کا خیر مقدم کریں گے۔ جس میں افغانستان کا اسلامی تشخص، افغان قوم کے تیرہ لاکھ شہیدوں کے خون کا احترام، جیلے مجاہدین کی فتح سے ہمکنار جدوجہد اور ہمارے یتیموں، بیواؤں، بوڑھوں جو کس مپرسی کی حالت میں بے آب و گیاہ صحراؤں میں نیلی

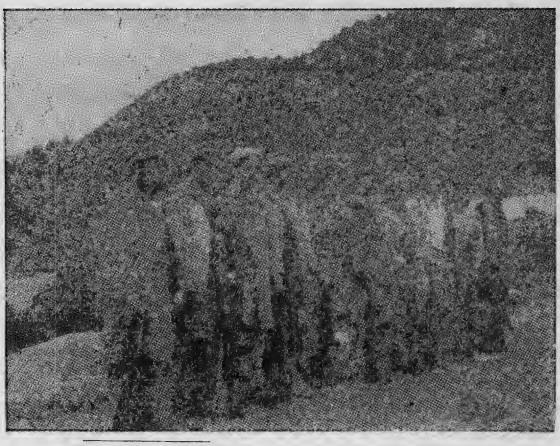

مجاہدین کے ساتھ تصادم میں خاد کا ایجنٹ ٹینک محمد خان اور چار دیگر فوجی ہلاک ہوگئے۔

قندھار میں مجاہدین نے فوجی چوکی تباہ کردی، دو افسراور آٹھ فوجی ہلاک

شہری چھاپہ مار مجاہدین نے قندھار شہر میں ایک حفاظتی چوکی پر حملہ کرکے دو افسروں اور آٹھ فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیئے تھے۔ اطلاعات کے مطابق ۱۱ فروری کی صبح مجاہدین نے شہری علاقے میں ہاہی پوسٹ پر راکٹوں سے یلغار کی۔ جس کے نتیجے میں فوجی چوکی کو شدید نقصان پہنچا۔ اس کاروائی میں مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے اور جوابی کاروائی سے قبل اپنے ٹھکانوں میں پہنچ گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں روسی اور کابل فوجی شامل تھے۔

صوبہ سمنگان میں روسی دستوں کی ناکام کاروائی، خونریز تصادم کے دوران چودہ فوجی ہلاک و زخمی پانچ مجاہد شہید

روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے سمنگان میں روسی دستوں نے شاہراہ سالانگ پر صوبائی ہیڈ کوارٹر ایبک کے نزدیک ۱۳ فروری کو مجاہدین کے مرکز پر حملہ کرنے کی کوشش کی جو راستے میں ناکام بنادی گئی۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین روسی دستے کی آمد سے باخبر ہوتے ہی مورچہ بند ہوگئے۔ اور راکٹوں کے فائر سے حملہ آور روسی فوجیوں کی دو گاڑیاں تباہ کردیں۔ آدھ گھنٹے کی جھڑپ کے بعد روسی دستہ صوبائی ہیڈ کوارٹر کی طرف بھاگ نکلا۔ جس کی فائرنگ سے پانچ مجاہد شہید اور انیس زخمی ہوگئے۔ مزاحمت کے دوران ہلاک اور زخمی ہونے والے روسیوں کی تعداد چودہ بتائی جاتی ہے۔

صوبہ بغلان میں شاہراہ سالانگ کے اطراف روسی دستوں کی کاروائیاں

مزاحمت کے دوران اٹھارہ فوجی ہلاک متعدد زخمی، چار ٹینک تباہ ہوگئے

افغانستان کے صوبے بغلان میں شاہراہ سالانگ کے اطراف روسی دستوں کی فوجی کاروائی کا سلسلہ جاری ہے۔ جو فروری کے اوائل میں شروع کی گئی تھی۔ روسی بکتربند دستوں نے پل خمری کے بعد خنجان کے علاقے میں مجاہدین کے خلاف حملے کئے ہیں۔ جن میں روسی طیارے بھی شریک تھے۔ ان ذرائع کا کہنا ہے کہ فوجی کاروائی کا مقصد بغلان کے گورنر سلطان محمد خان اور دیگر اعلیٰ اہلکاروں کا انتقام لینا تھا۔ جنہیں آزاد علاقے کی عدالت کے حکم سے گولی مار دی گئی۔ اطلاعات کے مطابق ۱۰ فروری کو خنجان کی دیہی آبادیوں پر اندھا دھند بمباری کی گئی جس سے درجنوں مکانات ملبے کا ڈھیر بن گئے۔ بمباری سے متعدد افغان شہری جن میں بیشتر بچے اور خواتین تھیں شہید ہوگئے۔ تاہم شہید اور زخمیوں کی تعداد نہیں بتائی گئی۔ مجاہدین کے مرکز پر حملہ آور دستوں کو دو ٹینک اور ایک بکتربند گاڑی سے محروم ہونا پڑا۔ جن کا

عملہ ہلاک کیا گیا۔ جبکہ ایک مجاہد شہید اور چار زخمی ہوگئے۔ ادھر بغلان شہر میں ۱۲ فروری سے تین دنوں تک مجاہدین اور روسی کٹھ پتلی فوجیوں کی مسلسل جھڑپیں ہوتی رہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے بغلان کے مضافات میں لکیے کے مقام پر ایک حفاظتی چوکی کا صفایا کر دیا۔ جہاں پر متعین دستہ مزاحمت کئے بغیر چار لاشیں لئے بھاگ نکلا۔ جس کے پانچ فوجی گرفتار کر لیے گئے۔ یہاں سے بائیس کلاشنکوف رائفلیں اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا بغلان شہر کی سڑک نمبر ۱ میں مجاہدین نے حفاظتی چوکی پر راکٹ برسائے جس کا سرچ لائٹ نیچے گرا۔ جبکہ ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔ انہی مجاہدین نے گشتی دستے کو گھیر کر ایٹھارہ کلاشنکوف رائفلوں پر قبضہ کر لیا۔ فوجی دستے کا ایک روسی فوجی اور خاد کے دو ایجنٹ ہلاک ہوگئے۔ کمانڈر معلم شعبان کی سرکردگی میں بغلان کے صنعتی علاقے میں مجاہدین نے فوجی کیمپ کا ایک ٹرک اور ایک ٹینک اڑا دیا۔

کابل میں فوجی تنصیبات پر حملے

افغان دارالحکومت کابل میں شہید انجینئر جلال الدین فرنٹ کے مجاہدین نے ۹ فروری کی رات پل چرخی کے علاقے میں فوجی تنصیبات پر راکٹ کے گولے برسائے۔ اس کارروائی میں فوجی تنصیبات کو آگ لگ گئی۔ جہاں تاریکی کے باعث نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

صوبہ تخار میں مجاہدین کے خلاف بڑے پیمانے پر فوجی کارروائی

ایک روسی ہیلی کاپٹر تباہ، ڈپٹی ڈائریکٹر سمیت خاد کے بیس اہلکار گرفتار

لندن ۱۴ فروری (اڑاسی افغان) روسی سرحد پر واقع شمالی افغان صوبے تخار میں فوجی بکتر بند دستوں نے مجاہدین کے خلاف بڑے پیمانے پر کارروائی کی ہے جس کا مقصد سرحدی علاقے چاہ آب میں مجاہدین کے ٹھکانے تباہ کرنا تھے ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق روسی کٹھ پتلی دستوں نے ۱۰ فروری کو دشت قلعہ کے مقام مجاہدین کے مرکز پر حملہ کر دیا جہاں انجینئر محمد قاسم کی قیادت میں مجاہدین پہلے سے راستے میں مورچہ بند تھے۔ دن بھر کی مزاحمت کے بعد بکتر بند دستے جانی نقصان اٹھا کر بھاگ نکلے جن کی چھوڑی ہوئی چالیس کلاشنکوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں۔ اس معرکے میں خاد کے ڈپٹی ڈائریکٹر اکبر خان سمیت بیس اہلکار گرفتار کر لئے گئے۔ جب کہ چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی بتائے جاتے ہیں۔ فوجی کارروائی کے دوران۔ بمباری کرنے والا ایک روسی ہیلی کاپٹر مجاہدین کی اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بن گیا جو اخجر کے مقام گر کر تباہ ہو گیا۔ بمباری سے تین مجاہد شہید اور گیارہ زخمی ہوگئے۔ اسی روز روسی طیاروں نے متاثرہ علاقے پر اتفاقی بمباری کی جس سے متعدد شہری جان بحق اور زخمی ہو گئے۔

بگرام ایربیس کے اردگرد حفاظتی چوکیوں کی تعمیر، حفاظتی چوکیوں پر حملے میں تین ٹینک تباہ، ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہوگئی

قابض روسی حکام نے افغانستان میں ففتھ کالم کے سب سے بڑے اڈے بگرام آنے والے تمام راستوں پر حفاظتی چوکیاں تعمیر کی ہیں جن پر مجاہدین کے حملے جاری ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق قوشخی اور قلندرخیل کے علاقوں میں مجاہدین نے ۲۰ فروری کو ان حفاظتی چوکیوں پر راکٹ برسائے جس کے نتیجے میں تین ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی تباہ ہو گئی۔ چھاپہ مار کاروائی کے دوران ایک مجاہد شہید اور چار زخمی ہو گئے۔ جب کہ روسی دستے کے جانی نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

صوبہ تخار اور بغلان میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائی، ایک ٹینک تباہ تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے

۱۲ فروری (اڑانسی افغان) افغانستان کے شمالی صوبوں تخار اور بغلان میں چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران ایک ٹینک تباہ اور تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے ذرائع کے مطابق صوبہ تخار کے علاقے چاکران میں مجاہدین نے ۲۵ جنوری کو گشتی دستے پر حملہ کیا جس کا ایک روسی فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہو گیا۔ اسی روز جلگر کے مقام فوجی دستے کے ساتھ تصادم میں دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو مجاہد جوابی فائرنگ سے زخمی ہو گئے۔ ۲۸ جنوری کو قریہ بیشکہ میں مجاہدین اور فوجی دستے کے درمیان فائرنگ سے ایک کٹھ پتلی فوجی مارا گیا جبکہ ایک مجاہد شہید اور چار زخمی ہو گئے۔ اسی علاقے میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ کی زد میں آکر صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان جانے والے فوجی دستے کا ایک ٹینک تباہ، اور اس کا عملہ ہلاک ہو گیا۔ اطلاعات کے مطابق روسی طیاروں نے یہاں پر انتقامی بمباری کی تاہم کسی نقصان کی اطلاع نہیں دی گئی۔ صوبہ بغلان میں شاہراہ سالانگ پر واقع سب ڈویژنل قصبے پل خمری کے نزدیک مجاہدین نے ۳۱ جنوری کو حفاظتی

چوکی پر یلغار کی جہاں خونریز جھڑپ میں چار روسی فوجی ہلاک اور چھاپہ مار کاروائی کی قیادت کرنے والے مجاہد کمانڈر روزالدین شہید ہو گئے۔ اسی حملے میں ایک مجاہد گرفتار کر لیا گیا۔ جسے ۲ فروری کو ایک افغان فوجی افسر کے بدلے رہا کرا لیا گیا۔

شاہراہ سالانگ پر مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں

لندن ۹ فروری (اڑانسی افغان) کابل سے روس جانے والی شاہراہ سالانگ پر چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران مجاہدین نے فوجی دستوں کو بھاری نقصان پہنچانے کے علاوہ اسلحہ اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا، جبکہ حادثے کے تین ایکسٹوں سمیت سولہ کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لئے گئے۔ حزب اسلامی کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ اسی کے مجاہدین نے ۳ فروری کو کمانڈر استاد فتح محمد خان کی قیادت میں صوبہ

پروان کے ہیڈ کوارٹر چاریکار کے نزدیک سامان رسد لیجانے والے قافلے پر حملہ کیا خونریز معرکے میں شدید فائرنگ کے نتیجے میں چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی اور تین مجاہد شہید ہوگئے۔ زخمی ہونے والوں میں ایک عرب مجاہد ابو خالد شامل ہیں۔ اگلے روز انہی مجاہدین نے دولت شاہی کے مقام حفاظتی کیمپ کو نشانہ بنایا جہاں پر متعین فوجی دستہ متعدد لاشیں اور زخمی لئے فرار ہوگیا۔ مجاہدین نے دو ٹینک تباہ کرنے کے ساتھ اسلحے اور گولہ بارود کی بھاری مقدار پر قبضہ کر کیمپ کی عمارت نذر آتش کردی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے اس علاقے میں انگوروں کے باغات و انگنار کو لئے۔ جن پر روسی دستوں نے جبراً قبضہ کر رکھا تھا اور باغات کے مالکان کو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔ صوبہ پروان کے سب ڈویژنل قصبے نجراب کے نزدیک مجاہدین نے ۲۰ فروری کو حفاظتی چوکیوں پر حملے کئے۔ جن میں سے دو حفاظتی چوکیاں تباہ ہوگئیں۔ اس کاروائی میں روسی کٹھ پتلی فوجی مزاحمت کئے بغیر بھاگ نکلے جن میں سولہ مجاہدین کے قابو آگئے۔ گرفتار ہونے والوں میں خاد کے تین اہلکار سیف الدین، درمحمد خان اور دل آقا شامل ہیں، حفاظتی چوکیوں سے پچیس کلاشنکوف رائفلیں، ایک وائرلیس سیٹ، دستی بموں کا ذخیرہ اور دیگر سامان رسد پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔

بگرام ہوائی اڈے کی حفاظتی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے

افغانستان کے صوبہ پروان میں واقع روسی فضائیہ کے سب سے بڑے اڈے بگرام کی حفاظتی چوکیوں پر حملوں کے دوران آٹھ روسی فوجی ہلاک اور پانچ گرفتار کر لئے گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین کے ایک گروپ نے ۳۱ جنوری کو بگرام ایر بیس کی حفاظتی چوکی پر حملہ کیا اس کاروائی میں تین روسی فوجی ہلاک اور پانچ گرفتار کر لئے گئے۔ جب کہ بھاری مقدار میں اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا، دو روز بعد انہی مجاہدین نے بگرام ایر پورٹ کے جنوب کی سمت حفاظتی چوکی کو نشانہ بنایا، جہاں راکٹوں کے فائر سے حفاظتی چوکی کی عمارت شدید متاثر ہوئی، تیز رفتار حملے میں پانچ روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق ان کاروائیوں کے بعد ۳۰ فروری کو روسی طیاروں نے حزب اسلامی کے مراکز پر بمباری کی جس کے نتیجے میں آٹھ مجاہد شہید اور بیس زخمی ہو گئے۔

صوبہ وردک، غزنی اور پکتیکا میں چھاپہ مار کاروائیاں، ایک بکتر بند گاڑی ایک جیپ تباہ، متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے

افغان صوبے وردک سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق سب ڈویژن چک کے علاقے میں مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ پھٹنے سے ۴ فروری کو گشتی دستے کی ایک بکتر بند گاڑی اور ایک جیپ تباہ ہو گئی۔ ان گاڑیوں کا عملہ موقع پر ہلاک

بتایا گیا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ روسی طیاروں نے فروری کے اوائل میں سید آباد قصبے کے نزدیک حزب اسلامی کے ٹھکانوں پر دو بمباری کی تاہم مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔ ادھر صوبہ غزنی کے علاقے قصر میں متعین ۲۸ر جنوری کو ایک افغان فوجی افسر اپنے تین سپاہیوں سمیت بکتر بند گاڑی لئے مجاہدین کے مرکز پہنچ گیا۔ افغانستان کے صوبے پکتیکا میں زامہ کے علاقے میں نصرت فرنٹ کے مجاہدین نے فوجی دستے کو گھیر کر حملہ کیا۔ تھوڑی دیر مزاحمت کے بعد فوجی دستہ دو لاشیں اور متعدد زخمی لئے بھاگ نکلا۔

صوبہ فرح میں چھاپہ مار کاروائی

روسی دستے کے چودہ فوجی ہلاک و زخمی، دو ٹینک تباہ کر دیئے گئے

ایرانی سرحد پر واقع مغربی افغان صوبے فرح میں مجاہدین نے ۲۳ر جنوری کو صوبائی ہیڈ کوارٹر کے شمال مشرق کی طرف بالا بلوک کے علاقے میں روسی دستے پر حملہ کیا، مجاہدین کی اس کاروائی کے دوران چودہ روسی فوجی ہلاک و زخمی ہوگئے۔ جب کہ دو ٹینک اور ایک بکتر بند گاڑی کا صفایا کر دیا گیا مجاہدین تیز رفتار حملے میں نقصان سے محفوظ رہے اور جوابی حملے سے قبل اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

کابل کے نزدیک چھاپہ مار کاروائیاں

افغان دارالحکومت کے مشرق کی طرف سب ڈویژن سروبی میں مجاہدین نے تنگی اور لویہ درگئی کے مقام پر حفاظتی چوکیوں پر حملے کیئے۔ اطلاعات کے مطابق کمانڈر مولوی بسم اللہ جان کی قیادت میں ۱۵ر فروری کی ان کاروائیوں میں اٹھائیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے جب کہ دو ٹینک، ایک فوجی ٹرک اور ایک بکتر بند گاڑی راکٹوں کا نشانہ بن گئی۔ تیز رفتار حملوں میں فوجی دستوں کی فائرنگ سے ایک مجاہد زخمی ہوا۔

ہرات شہر میں نئے فوجی

کیمپ پر مجاہدین کا حملہ

اسلحے کا ذخیرہ نذر آتش، ایک

ٹینک تین گاڑیاں تباہ ہوگئیں

ہرات شہر میں مجاہدین نے ۱۲ر فروری کو گل بچہ کے علاقے میں فوجی کیمپ پر راکٹوں سے حملہ کیا جو حال ہی میں قائم کیا گیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق راکٹوں کے فائر سے فوجی کیمپ میں اسلحے کے ذخیرے کو آگ لگ گئی جب کہ ایک ٹینک اور تین گاڑیاں تباہ ہوگئیں اس معرکے میں اٹھارہ روسی کابلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

مجاہدین امدادی دستے کی آمد سے پہلے نو سامیوں کے ساتھ اپنے ٹھکانے کی طرف نکل گئے جو چھاپہ مار کاروائی کے دوران زخمی ہو گئے تھے۔

صوبہ فاریاب کے بریگیڈ پر

ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ

روسی سرحد پر واقع افغانستان کے شمال مغربی صوبے فاریاب میں مجاہدین نے صوبائی صدر مقام میمنہ پر یلغار کی جس کے دوران کابلی فوج کے ۲۵ویں بریگیڈ کو شدید نقصان پہنچا اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۲ر جنوری کی صبح میمنہ شہر پر راکٹوں اور میزائلوں سے حملہ کیا۔ حملہ شروع ہونے سے قبل طے شدہ منصوبے کے مطابق بریگیڈ ہیڈ کوارٹر کی دو بٹالین اسلحے کی بھاری کھیپ لئے مجاہدین سے آملی بقیہ جن کی نشاندہی پر مجاہدین نے فوجی ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا۔ اس لڑائی میں جانی اور دیگر نقصانات کی تفصیل نہیں بتائی۔

کابل کے مشرق میں حفاظتی چوکیوں

پر مجاہدین کے حملے بغلان میں

جھڑپوں کے دوران چار روسی

فوجی ہلاک ایک ٹینک تباہ ہوگیا

دارالحکومت کابل کے مشرق کی طرف سروبی کے علاقے میں مجاہدین نے ۸ر جنوری

کو شہیدان کے مقام حفاظتی چوکی پر حملہ کیا جہاں ایک گھنٹے تک فوجی دستے اور مجاہدین کے درمیان معرکہ جاری رہا اس کارروائی میں ایک ٹینک - تین ٹرک اور ایک جیپ تباہ ہو گئے جبکہ آٹھ روسی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد زخمی بتایا گیا ہے - ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ ایک روز قبل اسی علاقے میں بیچ کے مقام پر مجاہدین نے کمانڈر سلطان اور کمانڈر زوران کی قیادت میں ایک حفاظتی چوکی پر دھاوا بول دیا یہاں سے توکلا شن کوف رائفلیں ایک مشین گن اور بھاری تعداد میں گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا -

حفاظتی چوکی میں تیس فوجی دستے کے جانی نقصان کا علم نہیں ہو سکا جو مجاہدین کو دیکھتے ہی بھاگ نکلا کابل کے شمال کی سمت صوبہ بغلان سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۳ر جنوری کی صبح کمانڈر حشمت اللہ کی قیادت چہل ستون کے علاقے میں گشتی فوجی دستے پر حملہ کیا - چھاپہ مار کارروائی کے دوران چار روسی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک تباہ ہو گیا - بغلان سے کندز جانے والی شاہراہ پر ایک اور کارروائی کے دوران مجاہدین نے ۲ر جنوری کو راکٹوں کے فائر سے ایک جیپ اڑا دی جس کا عملہ ہلاک ہو گیا - دو طرفہ فائرنگ کے نتیجہ میں متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی زخمی ہو گئے جن میں ایک کمانڈر شامل ہے -

ھرات شہر کے فوجی قلعے پر حملہ

ھرات شہر میں افغان مجاہدین نے ۲ر جنوری کو فوجی قلعے پر حملہ کیا جس میں سامان رسد کے علاوہ تہ بیتی مرکز قائم کیا گیا تھا راکٹوں اور میزائلوں کے فائر سے قلعہ کی عمارت شدید متاثر ہوئی - جہاں دو ٹینک پانچ گاڑیاں اور تین جیپوں کا صفایا ہو گیا اطلاعات کے مطابق اس کارروائی کے دوران قلعے میں اسلحے کا ذخیرہ نذر آتش ہو گیا جبکہ بیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی بتائے جاتے ہیں - اگلے روز جمعیت اسلامی کے مجاہدین نے کمانڈر خلیفہ سبحان کی قیادت میں ھرات کے علاقے اصف آباد میں حفاظتی چوکی نشانہ بنایا - آدھ گھنٹے کی مزاحمت کے بعد روسی دستہ چار لاشیں لئے فرار ہو گیا حفاظتی چوکی سے اسلحے کے ساتھ سامان رسد سے لدا ہوا ایک ٹرک مجاہدین کے ہاتھ آیا -

صوبہ پکتیا اور پکتیکا میں ایک ہفتے کے دوران پانچ روسی طیارے تباہ

افغانستان کے صوبے پکتیا اور پکتیکا میں مجاہدین نے ایک ہفتے کے دوران پانچ روسی طیارے مار گرائے ہیں - ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے اطلاع دی ہے کہ مجاہدین نے ۱۸ر جنوری کو جہاد دال مرکز پر بمباری کرنے والا ایک روسی طیارہ مار گرایا - میزائل لگتے ہی جنگی طیارے کو آگ لگ گئی جس کا پائلٹ اور عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا - چند روز قبل مجاہدین نے بڑی کے مقام ایک روسی لگ طیارے کو نشانہ بنایا - صوبہ پکتیکا میں کٹواز کے علاقے میں ایک ہی روز ۴ر جنوری کو مجاہدین نے دو روسی طیارے مار گرائے جس کا ملبہ وسیع علاقے میں بکھر گیا - ایک اور اطلاع کے مطابق صوبہ لغمان میں کمانڈر شیر محمد خان کے بھارمی مشین گن کے فائر سے ایک روسی طیارہ تباہ کر دیا -

صوبہ تخار میں چھاپہ مار کاروائیاں

گولہ باری سے ٹیکسٹائل ملز کا بیشتر حصہ تباہ

روسی سرحد سے ملنے والے شمالی افغان صوبے تخار میں مجاہدین نے ۴ر جنوری کو صوبائی ہیڈ کوارٹر طالقان میں فوجی کیمپ پر حملہ کیا اس معرکے میں تین روسی اور نو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے جبکہ ٹیکسٹائل ملز کا بیشتر حصہ تباہ بتایا جاتا ہے اسی روز سرسید کے علاقے میں خونریز جھڑپ کے دوران دو روسی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد زخمی ہو گیا - ایک اور اطلاع کے مطابق خواجہ غار کے علاقے میں ۲ر جنوری کو فوجی دستے کے تصادم میں مجاہد کمانڈر امام محمد خان اور محمد نعیم شہید ہو گئے تاہم فوجی دستے کا نقصان کا علم نہیں ہو سکا

قافلۂ شہداء

شہید دوست محمد

جناب عبدالمجید کے جواں سال صاحبزادے شہید دوست محمد ۱۹۶۲ء میں صوبے بلخ کے "داگو" نامی گاؤں کے ایک محب وطن، متقی اور دین دوست گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے جہاد و شہادت کے شیدائی تھے۔ جب افغانستان کی پاک فضاء پر غلامی اور کفر و الحاد کے کالے بادل چھانے لگے۔ تو اس مرد مومن کے خون جوش میں آ گئے اور ہمیشہ یہ سوچ کرتا رہتا کہ وہ کس طرح اپنے مسلمان عوام کو روسی و کمیونسٹ خونخواروں کے ظلم و بربریت سے نجات دلا سکے گا۔

بالآخر انہوں نے اس مقصد کی خاطر مسلح جہاد کا راستہ اختیار کر کے اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح دشمن کے خلاف میدان کارزار میں کود پڑا۔ کئی محاذوں پر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات پہنچائے وہ دورانِ جہاد میں صف اوّل کے مجاہد تھے۔ دشمن کے خلاف بہادری سے لڑتے ہوئے اپنی مجاہد بھائیوں سے داد شجاعت پاتا رہا چنانچہ وہ اپنی اسی شجاعت اور بے جگری سے لڑنے کی بدولت اپنی مجاہدین کا "سہ گروپ" تعین ہوا اور ایک طویل عرصے تک اپنی اس اہم ذمہ داری کو بہ وجہ احسن بھایا۔ جناب دوست محمد نے مسلسل چھ سال تک جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں دشمنانِ دین و وطن کے خلاف مصروف جہاد رہے اور دشمن پر کاری ضربیں لگائیں۔ آخر کار ۶ اگست ۱۹۸۷ء تاریخ میں بزدل دشمن نے اُن پر گھات لگا کر اچانک حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں جناب دوست محمد ۲۵ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید غلام قادر:

جناب قربان علی کے جواں سال فرزند شہید غلام قادر ۱۹۶۱ء میں صوبے فاریاب سب ڈویژن المار کے ایک نہایت غریب، بے بضاعت

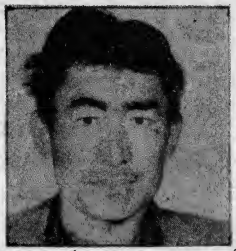

مگر مسلمان اور متدین گھرانے میں پیدا ہوئے۔ غربت کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ اس لئے وہ جناب محنت مزدوری کر کے اپنے اور اپنے خاندان کے پیٹ پالنے کے لئے کچھ کماتے۔ جب افغانستان کی پاک فضاء پر کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور ہر طرف دہریت و الحاد کی فضاء چھانے لگی تو جناب غلام قادر جن کی رگ رگ میں جذبۂ جہاد اور شوق شہادت موجزن تھی کاروبار زندگی کو الوداع کہہ کر اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کی طرح دشمن کے خلاف مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا مسلسل چار سال تک مصروفِ جہاد رہے۔ آخر کار ۱۹۸۶ء میں (۲۰) سال کی عمر میں ایک خونین معرکے کے

دوران شہید ہو گئے۔

شہید نصر اللہ:

شہید نصر اللہ ولد محمد یوسف نے ۱۹۶۵ء میں صوبے فاریاب کے سب ڈویژن گرزوان کے ایک غریب لیکن دیندار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ جب افغانستان میں نام نہاد روسی "انقلاب ثور" آیا اور افغانستان کے نہتے اور مسلمان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو اس مرد مجاہد سے یہ ظلم و زیادتی برداشت نہ ہو سکی اس لئے انہوں نے مسلحانہ جہاد کو دنیوی کاموں پر ترجیح دیکر میدان کارزار میں کود پڑے۔ ایک مدت تک جہاد کے مورچوں میں دشمن کے خلاف برسرپیکار رہے۔ آخر کار ۲ر جنوری ۱۹۸۶ء دشمن کے خلاف ایک شدید لڑائی کے دوران ۲۰ سال کی عمر میں شہید ہو گئے۔

شہید نورالدین:

جناب سمنقل کے جواں سال فرزند شہید نورالدین ۱۹۶۱ء میں صوبے تخار کے سرخ نامی علاقے کے ایک دیندار اور اسلام دوست گھرانے میں پیدا ہوئے ۱۲ سال کی عمر میں وہ سب ڈویژن خواجہ غار کے (دشت قلعہ) نامی ایک سکول میں شامل ہو گئے۔ وہ ابھی سکول کے طالبعلم ہی تھے کہ افغانستان کے مسلمان عوام پر ایک کمونسٹی نظام حکومت مسلط کیا گیا اور روسیوں کے ایما پر نام نہاد انقلاب ثور" رونما ہوا۔ تو جناب نورالدین نے

غیرت اسلامی اور جذبۂ آزادی کی بنا پر بندوق اٹھاتے ہوئے نعرہ تکبیر بلند کر کے میدان جہاد میں کود پڑا اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ انہوں نے ہر محاذ پر اپنی غیرت اور شجاعت کا لوہا منوایا اور مجاہدین انہیں داد دیتے رہے۔ وہ جناب اپنی قابلیت کی بنا پر اپنے مجاہدین کا کمانڈر (سرگروپ) چنے گئے۔ بعض ہدایات اور لازم ضروریات پورے کرنے کے لئے ایک بار پشاور بھی آئے اور جلد ہی واپس جہادی مورچوں کا رخ کیا۔ کئی معرکوں کے دوران دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصانات پہنچائے۔ انہی کے سرفروشانہ جدوجہد کی بدولت ۴۰ عدد مختلف النوع اسلحہ غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ آخر کار ۱۹۸۵ء میں اپنے ایک سگے بھائی کے ہمراہ دشمن سے ایک شدید جھڑپ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر شہادت پائی۔

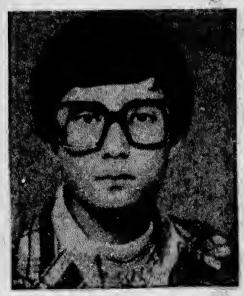

شہید معراج الدین:

شہید معراج الدین ولد محمد انور نے مزار شریف شہر کے (گذر خانقاہ شیخ ثمر الدین) نامی علاقے کے ایک خدا پرست مومن اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ سات سال کی عمر میں انہیں وزیر اکبر خان نامی ہائیر سکول میں داخلہ دلوایا گیا، وہ ابھی طالب علم تھے اور تعلیم ہی میں مصروف تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹ روسی نام نہاد انقلاب آیا اور افغان مسلمان عوام غلامی کی زنجیریں جکڑے جانے لگے۔ جناب معراج الدین نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور بڑی بے تابی سے مسلحانہ جہاد

کا آغاز کرتے ہوئے دشمن کے خلاف میدان کارزار میں کود پڑا۔ اسی مرد مجاہد نے کئی شہری گوریلائی حملوں میں حصہ لے کر دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے تعاون سے دشمن کے کئی فوجی چوکیوں کو فتح کرنے میں بھی کامیاب ہو سکے۔ انہوں نے یہ سارے کٹھن اور دشوار فرائض شہر کے اندر میں انجام دیتے رہے۔ آخر کار شبکۂ جاسوسی" خادی کے ایجنٹوں کی کڑی نگرانی اور تلاش کے نتیجے میں گرفتار کر لیا گیا اور مزار شریف کے ایک مقامی جیل میں ظالموں کی نہایت ظلم و تشدد اور آذیت کے باعث جام شہادت نوش کر گئے اور اس طرح یہ بے باک، نڈر اور مجاہد اسلامی کارکن نے بھی راہِ حق کے لازوال قافلۂ شہداء میں شمولیت کا افتخار حاصل کیا۔

شہید عبدالجبیب:

جناب محمد ہاشم کے جواں سال اور نوخیز فرزند شہید عبدالجبیب ۱۹۶۹ء میں صوبے بغلان کے سب ڈویژن اندراب کے ایک غریب اور فقیر مگر دیندار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے۔ سات سال کی عمر میں انہیں شہشان نامی ایک مقامی پرائمری سکول میں داخل کرایا گیا۔ بہار جوانی کے پہلے ہی ایام میں گلستان وطن یعنی افغانستان میں کفر و الحاد کے کالے بادل چھانے لگے اور افغانستان کے غیور مومن اور آزاد منش قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگا۔ تو اس مرد مومن اور محمد ہاشم کے گھرانے کے چشم و چراغ ناموس دین و دین کی حفاظت کی خاطر شیر کی طرح نبرد دل، غاصب اور دون ہمت دشمنوں کے خلاف میدان کارزار میں کود پڑا اور اس طرح اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ ۱۹۸۱ء کو اس مسلمانہ جہاد کا آغاز کیا۔ کئی محاذوں پر دشمن پر کاری ضربیں لگائیں۔

قریبی رشتہ داروں اور مجاہد ساتھیوں کا کہنا ہے کہ شہید عبدالجبیب کی عمر بارہ سال کی لگ بھگ تھی کہ انہوں نے ہمارے ساتھ جہاد کا آغاز کیا تھا۔ انہوں نے مسلسل چھ سال یعنی ۱۹۸۷ء تک جہاد کا دینی فریضہ بہ وجہ احسن نبھایا۔ آخر کار رمضان المبارک کے پہلے دن دشمن کے خلاف ایک شدید کارروائی کے دوران ۱۸ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید عبدالمحمد:

شہید عبدالمحمد ولد الحاج محمد عثمان نے

۱۹۵۳ء میں صوبے بلخ کے رسیقال نامی گاؤں کے ایک متدین، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقے کے ایک مقامی سکول میں حاصل کی۔ معاشی حالت کمزور ہونے کے باعث اپنے باپ سے ہاتھ بٹانے کی خاطر اس مرد باحساس نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم حصول کا سلسلہ چھوڑ دیا اور زراعت و کھیتی باڑی کا مشغلہ اپنایا۔ ابھی تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا۔ افغان مسلمان عوام پر کمیونسٹ نظام کو مسلط کیا جانے لگا اور غیور افغانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔

باوجود اس کے کہ جناب عبدالمحمد مکمل اور کافی علم سے بہرہ مند نہ تھے لیکن شجاعت، غیرت ایمانی، اعلیٰ ضمیر اور تدابیر جیسے اعلیٰ صفتوں پر متصف تھے۔ انہی قابل قدر صفتوں کے باعث وہ جناب سب ڈویژن "شولگرہ" کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ انہوں نے اکثر و بیشتر معرکوں میں بہ نفس نفیس حصہ لیا اور شاندار کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اِسلامی کا احیاء

چھت کے نیچے ہر موسم کے ہاتھوں دُکھے ہوئے مہاجرین کی حالت زار کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہو۔

افغان مسئلہ اصل میں روسی جارحیت کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ روس کا پیدا کردہ ہے۔ افغان مجاہدین جارح فوجیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں اور روسی جارحیت کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا افغان مسئلے کے اصل اور براہ راست دو فریق ہیں، ایک روس اور دوسرا مجاہدین۔

در حقیقت انہی دونوں فریقوں کے درمیان مذاکرات ہونے چاہیئے اور اگر ان دونوں فریقوں کے درمیان کسی قسم کی رکاوٹ حائل ہو اور یا ڈپلومیسی اصول کے مطابق ان دونوں کے درمیان براہ راست بات چیت ناممکن ہو۔ تو اُس صورت میں افغان مجاہدین کے سات جماعتی اتحاد کی طرف سے پیش کردہ فارمولے کے مطابق جنیوا میں بالواسطہ مذاکرات ہونے چاہیئے۔

جہادی تنظیموں کے راہنماؤں نے ایک بہت بڑا اور قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے نہایت فراخدلی سے اتحاد، اتفاق اور یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عبوری حکومت کا خاکہ تیار کیا اور اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو پیش کیا ہے نیز ساتھ ہی عبوری حکومت کے سربراہ کا بھی متفقہ طور پر تعین کیا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ افغان حقیقتاً خود اپنے مستقبل کے تعین کی صلاحیت رکھتے ہیں اور کسی بھی قسم کے مشیروں کے بغیر حکومت چلا سکتے ہیں۔

جنیوا بات چیت کے متعلق ہمارا مؤقف یہ ہے کہ جب تک ان میں ہماری مجاہد اور شہید پرور قوم کے آدرشوں اور تمناؤں کی عکاسی نہ ہو۔ اس وقت تک جنیوا یا دوسری جگہ مذاکرات کے نتیجے میں طے پانے والے کوئی سمجھوتہ ہمارے لئے قابل قبول نہ ہوگا۔

جنیوا مذاکرات یا اس نوع کی دوسری جدوجہد اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی، جب تک اس میں افغان مجاہدین کی ۹ سالہ جنگِ آزادی، ۱۲ لاکھ شہداء کے خون ناحق اور روسی جارحیت اور فوجی جبر و تشدد کے مارے ہوئے افغانوں کے ان مقاصد کے حصول کی ضمانت نہ دی جائے۔ جن کی خاطر افغان عوام نے یہ سب کچھ برداشت کیا ہے۔

صوبہ فراہ میں موٹر سائیکل سوار مجاہدین کا ایک چاک و چوبند دستہ

فرمانِ الٰہی

ایمان لانے کے بعد

ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور خرچ کرو ان چیزوں میں سے جن پر اس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں گے اور مال خرچ کریں گے ان کے لئے بڑا اجر ہے۔ (الحدید)

تشریح:

یہ خطاب غیر مسلموں سے نہیں ہے بلکہ پوری تقریر یہ ظاہر کر رہی ہے کہ مخاطب وہ مسلمان ہیں۔ جو کلمۂ اسلام کا اقرار کرکے ایمان لانے والوں کے گروہ میں شامل ہو چکے تھے مگر ایمان کے تقاضے پورے کرنے اور مومن کا سا طرزِ عمل اختیار کرنے سے پہلوتہی کر رہے تھے ظاہر ہے کہ غیر مسلموں کو ایمان کی دعوت دینے کے ساتھ ہی فوراً ان سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے مصارف میں دل کھول کر حصہ ادا کرو اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تم میں سے جو فتح سے پہلے جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کرے گا۔ اس کا درجہ ان لوگوں سے بلند تر ہوگا۔ جو بعد میں یہ خدمات انجام دیں گے۔

غیر مسلم کو دعوتِ ایمان دینے کی صورت میں تو پہلے اس کے سامنے ایمان کے ابتدائی تقاضے پیش کئے جاتے ہیں نہ کہ انتہائی۔ اس لئے نوائے کلام کے لحاظ سے یہاں "اٰمنوا باللہ و رسولہ" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرکے مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے ہو اللہ اور اس کے رسولؐ کو سچے دل سے مانو اور وہ طرزِ عمل اختیار کرو جو اخلاص کے ساتھ ایمان لانے والوں کو اختیار کرنا چاہیئے۔

فرمان نبویؐ

میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں

حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "اے معاذ! خدا کی قسم میں تمہیں بہت چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا" میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں۔ اے معاذ! کسی بھی نماز کے بعد یہ کلمات پڑھنا مت چھوڑنا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ

"اے میرے اللہ تو میری مدد فرما۔ اپنے ذکر کے سلسلے میں، اپنے شکر کے سلسلے میں اور اپنی اچھی عبادت کے سلسلے میں۔"

(ابوداؤد، نسائی)

تشریح:

اللہ کے رسولؐ نے سادہ انداز میں حضرت معاذؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں بلکہ ان کا ہاتھ اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا اور پھر اللہ بزرگ بزرگ و برتر کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا: معاذ! مجھے تم سے محبت ہے۔ اس اندازِ اظہار میں کس قدر زور اور کس قدر روح نواز کیفیت ہے۔

وصیّت کرنے سے پہلے اس شدید اظہارِ محبت میں بڑی زبردست حکمت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اپنے لئے یہ الفاظ سن کر، اور اس ادا کے ساتھ۔ کہ سرورِ عالمؐ ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں یقیناً حضرت معاذؓ سراپا شوق بن گئے ہوں گے اور اس ہدایت کو جذب کرنے اور حرزِ جان بنانے کے لئے پوری طرح یکسو ہو گئے ہوں گے اور انتہائی قدر کے ساتھ ان ہدایات کو حضرت معاذؓ نے حضورؐ سے سنا ہوگا۔ کس قدر عظیم تھے یہ لوگ جن کو اللہ کے رسولؐ نے اپنی محبت کا یقین دلایا۔ اور جنہوں نے اپنے کانوں سے رسولؐ کی آواز میں رسولؐ کی ہدایات سنیں۔ حضرت معاذؓ کو رسولؐ نے وصیّت فرمائی۔ کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور پڑھا کرو۔ کبھی اس دعا کو چھوڑنا نہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ "اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر میں، اپنے شکر میں اور اپنی اچھی عبادت میں۔"

دعا بڑی مختصر ہے۔ مگر کس قدر جامع اس دعا میں مومن اللہ تعالیٰ سے جن تین چیزوں میں مدد اور توفیق کی دعا کر رہا ہے۔ غور کیا جائے تو یہی تین چیزیں مومن کی زندگی کا حاصل ہیں۔

"ذکر، شکر اور حسنِ عبادت"

ذکر تمام عبادات کا جوہر مقصود ہے اور عبادات اسی لئے ہیں کہ ذکر رب ذہن و فکر اور قلب و دماغ کا مستقل وظیفہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات اور بے پایاں نعمتوں کے زندہ احساس سے جذبۂ شکر پیدا ہوتا ہے اور شکر ہی ایمان کی بنیاد ہے۔

مومن کی زندگی میں ساری دل کشی اور رعنائی حسنِ عبادت سے پیدا ہوتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان خصائل و اوصاف سے زندگی اسی وقت آراستہ ہوتی ہے جب خدا کی مدد اور توفیق شاملِ حال ہو۔

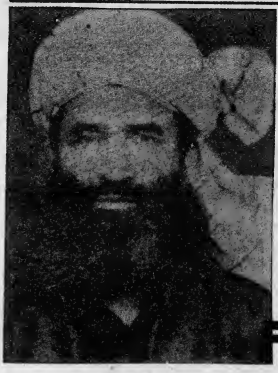

اتحادِ اسلامی مجاہدین افغانستان کی سپریم کونسل نے عبوری حکومت کا ڈھانچہ تیار کرلیا۔ اور جناب انجینئر احمد شاہ کو افغانستان کی عبوری حکومت کا سربراہ منتخب کر دیا

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کی سپریم کونسل نے ۳ حوت مطابق ۲۲ فروری ۱۹۸۸ء کو افغانستان میں ایک وسیع تر بنیاد پر تشکیل دی جانے والی عبوری حکومت کی منظوری دے دی۔ تاکہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں افغان مسئلے پر ہونے والے سمجھوتے پر اتفاق رائے سے قبل اپنا کام شروع کرے۔

اس عبوری حکومت کا ایک سربراہ ہوں گے جو فی الحال وزیر اعظم بھی ہوگے یہ حکومت ۲۸ وزراء پر مشتمل ایک کابینہ تشکیل دے گی۔ جس میں افغان مجاہدین سے ۱۴، افغان مہاجرین سے ۷، اور افغانستان سے سات غیر کمیونسٹوں کو لیا جائے گا۔ اس کے علاوہ افغانستان میں عبوری حکومت کا نظم و نسق چلانے کے لئے ۷۵ افراد پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ کا قیام بھی کیا جائے گا۔ جس میں ہر صوبے سے دو دو ممبر یعنی ۵۶۔ اراکین اور باقی ایک تہائی یعنی ۱۹ دیگر ممبران کو ملک کے جید اور دانشور علمائے کرام نامزد کرے گی۔

مجلس شوریٰ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ جب تک ملک میں مجلس شوریٰ کے ذریعے جدید قانون کا نفاذ عمل میں نہیں لایا جائے گا۔ اس وقت تک یہی شوریٰ ملک کا نظم و نسق چلانے کے لئے وقتی قوانین وضع کرے گی۔ اس طرح صوبوں میں عبوری دور کے لئے صوبائی کونسلیں تشکیل دی جائیں گی۔ افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے فوراً بعد ایک کیبنٹ تشکیل دی جائے گی جو افغانستان میں عام انتخابات کرانے کے لئے مجلس شوریٰ سے ضروری قواعد اور طریقہ کار وضع کرنے کے لئے سفارش کرے گی۔

افغانستان کا موجودہ نام بدل کر دولت اسلامی افغانستان رکھا جائے گا وہاں قرآن اور سنت کی روشنی میں اسلامی قوانین وضع کئے جائیں گے۔ یہ حکومت ایک انتخابی شوریٰ اور ایک انتخابی سربراہ پر مشتمل ہوگی۔

اتحادِ اسلامی مجاہدین افغانستان کا مصمم ارادہ ہے کہ فوری طور پہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ جس کے ذریعے تمام تعلیم یافتہ افراد کو دعوت دی جائے کہ وہ انتخابات میں حصہ لینے کے لئے رجوع کریں اور بعد میں حکومت کے مختلف دفاتر میں عملی کام شروع کریں۔ یہ حکومت جنیوا کے اُس سمجھوتے کو ماننے کے لئے تیار ہوگی۔ جو اس کے لئے قابل قبول ہو۔ ایسی صورت میں جنگ بندی کو موثر بنا کر روسی افواج کی پرامن اور بحفاظت واپسی کا انتظام کرے گی۔ یہ عبوری حکومت تمام ممالک بالخصوص ہمسایہ ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کرے گی اور آزاد اور غیر جانبدار خارجہ پالیسی پہ کاربند رہے گی۔ بشرطیکہ اس کے اندرونی معاملات میں بیرونی مداخلت نہ ہو۔

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کی سپریم کونسل نے اتحاد اسلامی کے نائب امیر جناب انجنیئر احمد شاہ کو متفقہ طور سے افغانستان کی عبوری حکومت کا سربراہ اور ذبیح اللہ مجددی کو ان کا نائب مقرر کیا ہے۔

افغانستان کی عبوری حکومت کے سربراہ

انجنیئر احمد شاہ کا مختصر سوانح

محترم انجنیئر احمد شاہ ۱۹۴۳ء میں صوبے کابل کے سب ڈویژن بگرامی کے نواحی گاؤں ملنگ خورد کابل میں متولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم خورد کابل کے ایک مقامی سکول میں حاصل کی۔ ابن سینا اور ٹیکنیکل کالج کابل سے (ایف اے) پاس کیا۔ ۱۹۶۴ء میں انجنیئرنگ فیکلٹی میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۷ء میں ڈپلومہ حاصل کر کے فوج میں شامل ہو گئے۔

۱۹۶۹ میں فوجی ملازمت سے فراغت پاکر وزارت زراعت اور آبپاشی کے محکمے میں ایک انجنیئر کی حیثیت سے کام شروع کیا۔

۱۹۷۲ء میں حکومت نے آپ کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے امریکہ بھیجا۔ جہاں سے انہوں نے ماسٹری کی ڈگری حاصل کی۔

۱۹۷۶ء میں انہوں نے سعودی عرب کے ملک فیصل نامی یونیورسٹی میں تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔

۱۹۷۹ء میں انہوں نے جہاد افغانستان میں حصہ لینے کے لئے نوکری کو خیرباد کہہ کر پاکستان چلے آئے۔

آپ پہلے جمعیت اسلامی افغانستان کے نائب امیر اور پھر اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کی تعلیم و تربیہ کی کمیٹی کے رئیس، اس کے بعد مالی کمیٹی کے رئیس، اور اتحاد اسلامی افغانستان کے نائب امیر کی حیثیت سے انہوں نے اپنی ذمہ داری کو بطریق احسن نبھایا۔

تنظیمی سرگرمیاں:

۱۹۶۱ء میں اسلامی تحریک کے رکن بنے اپنی تعلیم کے دوران کئی ایک بین الاقوامی اسلامی محفلوں میں شرکت کی۔

امریکہ میں تعلیم کے دوران وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک فعال رکن بھی رہ چکے ہیں۔